(رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵)

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع

ایک آسمان پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الہام مسیح موعود)

جلد ۵ | ۲۲ ستمبر ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ۴ ذوالحجہ ۱۳۳۵ ہجری | نمبر ۲۴

مدینۃ المسیح

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد شملہ سے۔ آج کے اخبار کا ضمیمہ ہے۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے بمبئی میں دو ٹریکٹ لکھے ہیں۔ ایک مسیح موعود کے متعلق۔ جو گجراتی میں بھی چھپیگا۔ دوم اس بارے میں کہ ائمہ و خلفاء کے لئے ضروری نہیں کہ وہ آنحضرت کی جسمانی اولاد بھی ہوں۔ بمبئی میں سعدی صاحب اور مرہم عیسیٰ سے تحریری مباحثہ ہوا ہے۔

۳۔ تمام اہلبیت نبوی شملہ میں تشریف فرما ہیں۔

(ب) حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے اہل و عیال پشاور میں ہیں

(ج) حضرت میر ناصر نواب صاحب قادیان میں تشریف رکھتے ہیں ہسپتال بنوا رہے ہیں۔ برآمدہ اور کوٹھڑیوں پر چھت پڑ چکی ہے۔ دار المرضیٰ باقی ہے۔ (۴) بروز منگل شام کے وقت چاند دیکھا

اخبار احمدیہ

سفر شملہ (۵)

میں مشکور ہوں اپنے کرم ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیر کا جو میری استدعا پر باوجود عدیم الفرصتی کے باقاعدہ پرچے ارسال فرماتے ہیں۔ (اکمل)

۱۵ ستمبر حضرت اقدس کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ بارش ہو رہی ہے۔ باہر جانے یا سیر کرنیکا کوئی موقع نہیں۔ سب خدام بھی خیریت سے ہیں۔ جماعت شملہ کا سالانہ جلسہ ۲۹۔ ۳۰ ستمبر کو ہوگا۔ اور ۲۳ ستمبر کو بھی تقریریں آریہ سماج اور عیسائیوں کے ساتھ مباحثہ ہوگا۔ حضور اقدس عید کی نماز یہیں پڑھینگے۔ بمبئی سے میاں بشیر احمد صاحب اور میر محمد اسحاق صاحب بھی اپنا ہوکر شملہ عید تک آجائیں گے۔

۱۶ ستمبر آج اتوار ہے۔ شملہ کی مخلص جماعت جمع ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خانصاحب آگئے ہیں۔ نماز ظہر کے بعد حضرت اقدس کا غذات پیشی پر احکام لکھوانے کے بعد کھڑے ہوئے اور مستری عبد الرحمٰن صاحب لائلپوری کے نکاح کا خطبہ پڑھا جسے مولوی عمر الدین صاحب نے قلمبند کر لیا ہے۔ اور اعلان

نکاح کا اعلان فرمایا کہ مستری عبد الرحمٰن صاحب لائلپوری کا سرور جان صاحبہ اعجاز گجرات کے ساتھ پانچسو روپیہ مہر پر نکاح کیا جاتا ہے۔ فریقین کی تحریریں آگئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے (میاں لائل پور سے بی بی گجرات سے قادیان میں موجود تھی)

نکاح کے بعد خطبہ نکاح کے بعد حضرت نے فرمایا کہ پہلے اتوار کو میں نے غیر احمدیوں کو مد نظر رکھ کر تقریر کی تھی دوسرے اتوار کو جماعت سے جدا ہونے والے (غیر از جماعت) مد نظر

تھے۔ آج میں دونوں کو مدنظر رکھوں گا۔

رسول اللہ کی دوسری بعثت

اس کے بعد آیت ھو الذی بعث فی الامیین رسولا..... و آخرین منھم لما یلحقوا بھم تلاوت کی۔ اور فرمایا۔ رسول اللہ کی دو بعثتیں ہیں۔ علاوہ پہلی بعثت کے ایک اور بعثت بھی ہے۔ جس کا اس آیت میں ذکر ہے۔ لفظ آخرین اور آخر جدا جدا معنی رکھتے ہیں اول الذکر زمانہ پر دلالت کرتا ہے۔ اور موخر الذکر کے معنی ہیں ... گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اور لوگوں میں بھی مبعوث ہونگے۔ اور آپ کی دوسری بعثت بھی ہوگی۔

یہ بعثت کب ہوگی

پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں مبعوث ہوئے تو دنیا کی حالت لفی ضلال مبین کی مصداق تھی۔ ایک وقت پھر آنے والا تھا جب ایمان دنیا سے اٹھ جاتا۔ اسلام کا نام بھی باقی نہ رہتا۔ چنانچہ وہ وقت آیا تم دیکھو کہ علماء ہیں تو وہ بگڑے ہوئے ہیں۔ صوفیاء ہیں تو وہ گدی نشین۔ تعلیم یافتہ ہیں تو ان کی حالت ناگفتہ بہ اس کو تفصیل کیساتھ بیان فرما کر یہ دکھایا کہ اسلام دنیا سے اٹھ چکا تھا۔ ایمان ثریا پر چلا گیا تھا۔ پس اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی ہوئی۔ اور وہ مسیح موعود کے رنگ میں سلمان فارسی کی حدیث کے مطابق رجال من فارس کے وجود میں ہوئی۔

دیکھو اس زمانہ سے پہلے جبکہ حضرت عبدالقادر جیلانی یا حضرت معین الدین چشتی۔ شہاب الدین سہروردی۔ حضرت احمد سرہندی یا حضرت احمد بریلوی اور شاہ اسمعیل شہید موجود تھے تو یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا تھا کہ ایمان دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ یہ زمانہ ان کے بعد آیا۔ بتاؤ اب کون ہے جو ایمان کو آسمان سے لایا اور مومنین کی جماعت پیدا کی؟

اسلام و کفر کا سوال

یہاں یہ سوال حل ہو جاتا ہے کہ جب دنیا سے ایمان ہی اٹھ گیا۔ مسلمانوں میں اسلام ہی نہ رہا تو بتاؤ جو لوگ ایمان کے بغیر ہوں ان کا نام مسلمان ہوگا یا کافر؟

رجال فارس مسیح موعود کی اولاد ہے

حدیث شریف میں ایک جگہ رجل من فارس آتا ہے۔ دوسری جگہ رجال من فارس آیا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ جب ایک مقام پر کسی امر کی وضاحت کر دیجائے اور دوسری جگہ وضاحت نہ ہو تو وضاحت کا مقام ہی اصل منصور ہوگا۔ پس فارس کے کئی رجل ہونگے جو ایمان کو ثریا سے لائیں گے۔ حضرت مسیح موعود کے بعد آج پھر عقائد کا سوال پیدا ہو گیا ہے۔ اور ایمان لانے والی جماعت کے ایک حصہ سے ایمان اٹھ رہا ہے۔ پس رجال من فارس سے ایک شخص کھڑا ہوا ہے۔ اور وہ حضرت مسیح موعود کی اولاد کے سوا کون ہے؟ جو آج کہہ سکے کہ میں رجال فارس سے ہوں۔ سنو! مسیح موعود کی اولاد میں سے احمدی سب ایک ہی عقائد پر قائم ہیں۔ مسیح موعود نے فرمایا۔

"یہی ہیں پنجتن جن پر بنا ہے"

پس جن رجال فارس کی نسبت پیشگوئی تھی ان میں سے وہ ہمارے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

مسیح موعود کے ایک بیٹے کی خبر

انبیاء بنی اسرائیل نے کہا کہ مسیح موعود کی دو بعثتیں ہونگی۔ دوسری بعثت میں اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوگا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یتزوج و یولد لہ۔ نعمت اللہ ولی فرماتے ہیں:-

"دو پسرش یادگار مے بینم" مسیح موعود اس کا نام محمود رکھتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جانشین اپنے پیشرو کے کام کو ہی سرانجام دیگا۔ مسیح موعود ایمان کو ثریا سے لایا۔ جانشین کا بھی یہی کام تھا۔ اگر خدا نخواستہ وہ عقائد کا بگاڑنے والا اور اسلام کا دشمن ہوتا تو پہلے لوگوں کو اس کی بشارت دینے کی بجائے اس سے ڈرانا چاہئے تھا۔ اور مسیح موعود کو اس کی خبر محمود کے نام سے نہیں بلکہ مذموم کے نام سے دینی چاہئے تھی۔ محمود! تو واقعی محمود ہے۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ہم سے خدا تعالیٰ نے کام لیا ہے۔ اور میں مسیح موعود کا وہی بیٹا ہوں جس کی خبر دیگئی تھی۔

میرا انکار انبیاء کا انکار ہے

اس وقت خدا کے کئے ہوئے محمود کو کوئی اور طاقت ہلا رہی تھی۔ تقریر میں زور اور بجلی کی سی طاقت تھی۔ آواز مسیح موعود کی آواز تھی۔ لہجہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کا لہجہ تھا۔ اور ایسے وقت میں فرمایا "جس طرح مسیح موعود کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے۔ اسی طرح میرا انکار انبیاء بنی اسرائیل کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار رسول اللہ کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار شاہ نعمت اللہ ولی کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار مسیح موعود کا انکار ہے جنہوں نے میرا نام محمود رکھا۔ اور مجھے موعود بیٹا ٹھیرا کر میری تعیین کی۔"

سوال و جواب

اس تقریر کے بعد ایک غیر از جماعت نے چند[۵] سوال کئے جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

سوال۔ کیا آپ مصلح موعود ہیں۔

جواب میں نے ابھی کہا ہے کہ میں وہ بیٹا ہوں جس کی خبر انبیاء بنی اسرائیل نے دی۔ میں وہ بیٹا ہوں جس کی رسول اللہ نے خبر دی۔ میں وہ بیٹا ہوں جس کے محمود ہونے کی مسیح موعود نے خبر دی اور جس کو موعود بیٹا ٹھیرایا۔ ہاں میں ابھی نہیں کہہ سکتا کہ آیا میں مصلح موعود ہوں کیونکہ مجھے خدا نے اس کی خبر نہیں دی۔ اگر مجھے خبر دیگی تو کسی سوال کی ضرورت نہ ہوگی۔ میں خود اعلان کر دونگا۔

سوال۔ غیر مبائعین کو آپ مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر؟

جواب جو حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ یقین کرتے ہیں خواہ نبی اللہ کی کوئی تاویل کریں وہ مسلمان ہیں مگر جو حضور کی نبوت کا انکار کرتے ہیں وہ کافر ہیں

سوال غیر مبائعین کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ مکروہ ہے ضرورت کے وقت پڑھ لی جائے مگر غیر مبائع مستقل امام نہ ہو۔

سوال۔ کیا غیر مبائعین سے رشتہ ناطہ جائز ہے۔

جواب چونکہ عقائد بگڑنے کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے (نا جائز تو نہیں) مکروہ ہے۔

سوال غیر مبائع کا جنازہ جائز ہے یا نہیں

جواب وہ کافر تو نہیں اس لئے جائز ہے۔

۱۷ ستمبر۔ حضرت اقدس کی طبیعت اللہ کے فضل سے بہت اچھی ہے۔ بارش بند ہو گئی ہے شام کو لمبا سیر کیا گیا۔ واپسی پر ایک حصہ بلندی سے شملہ کا عجیب نظارہ دیکھا گیا۔ کوہ شملہ کے ڈھلوان پہلوؤں پر بجلی کے بے شمار لیمپ روشن۔ زمین پر ستاروں جڑے آسمان کا منظر دکھا رہے تھے۔ اور زمین و آسمان کے اس نور کی طرف متوجہ کر رہے تھے۔ شملہ کے ایک پہلو پہ نور کی طرف توجہ دلانے والا نظارہ تھا اور دوسری طرف مسیح موعود کا بیٹا آسمان روحانیت کا چمکتا ہوا چاند مع خدام خراماں خراماں چلتا تھا۔ اس پاک وجود کے ساتھ جو لوگ تھے ان کے ناموں سے ایک شخص جس کی آنکھ ہو دیکھ سکتا تھا کہ ... کے ساتھ ظفر اللہ و نصرت ہے اور آپ کا کلام ذوالفقار حیدری کا کام کر رہا ہے۔

---

[۵] چونکہ غیر مبائعین جماعت احمدیہ سے قطع تعلق کر چکے ہیں اور بحیثیت ایک جماعت اب ان کی کوئی ہستی نہیں اس لئے وہ آئندہ غیر از جماعت کے نام سے موسوم ہونگے۔ اور یہ نام ان کا اپنا تجویز کیا ہوا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دار الامان ۲۲ ستمبر ۱۹۱۷ء

لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

بہشتی مقبرہ کیلئے وصیتیں کیجائیں

خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے مومنو! جس وقت موت آئے ایسا نہ ہو کہ تم مسلم اور ہمارے فرمانبردار نہ ہو بلکہ چاہئے کہ جب موت آئے تو تمہیں ہمارا کامل عبد اور نعم العبد پائے دنیا جانتی ہے کہ موت کا وقت خدا کے علم میں تو معین اور مقرر و معلوم ہے۔ لیکن اس تعین کا ہمیں علم نہیں کہ کب آئیگا۔ پس ضرورت ہے کہ اس وقت کے آنے سے پہلے ہی ہم اپنی اصلاح کر چکے ہوں اور ہم موت کے خیر مقدم کے لئے بالکل تیار رہوں۔ اگر یہ نہیں تو ہم پر افسوس۔

ہمارے سید و مولیٰ حضرت مسیح موعود نے بتلایا ہے کہ ہم کس طرح آیت مندرجہ عنوان کے مصداق ہو سکتے ہیں۔ آپ نے خدا کے حکم کے ماتحت ایک مقبرہ بنایا جس میں دفن ہونیوالوں کے لئے بہت سی بشارات ہیں۔ اس کیلئے کچھ شرائط بھی ہیں ان شرائط کے اخیر میں حضور فرماتے ہیں:۔

"ممکن ہے کہ بعض آدمی جن پر بدگمانی کا مادہ غالب ہو وہ ہمیں اس کارروائی میں اعتراضوں کا نشانہ بناویں اور اس انتظام کو اغراض نفسانیہ پر مبنی سمجھیں یا اسکو بدعت قرار دیں۔ لیکن یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بلاشبہ اس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے۔ اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقف اس فکر میں پڑے ہیں کہ دسواں حصہ کل جائداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

آلٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَ ھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔ کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میں اسی قدر پر راضی ہو جاؤں کہ وہ کہدیں کہ ہم ایمان لائے اور ابھی ان کا امتحان نہ کیا جائے۔ اور یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں۔ صحابہ کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا اور انھوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دیئے۔ پھر ایسا گمان کہ کیوں یوں ہی عام اجازت ہر ایک کو نہ دی جائے کہ وہ اس قبرستان میں دفن کیا جائے کس قدر دور از حقیقت ہے۔ اگر یہی روا ہو تو خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی کیوں بنا ڈالی وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا رہا ہے کہ خبیث اور طیب میں فرق کر کے دکھلاوے اس لئے اس نے اب بھی ایسا ہی کیا۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض خفیف خفیف امتحان بھی رکھے ہوئے تھے جیسا کہ یہ بھی دستور تھا کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کا مشورہ نہ لے جب تک پہلے نذرانہ داخل نہ کرے۔ پس اس میں بھی منافقوں کے لئے ابتلا تھا۔ ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ اس وقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے۔ اور ثابت ہو جائیگا کہ بیعت کا اقرار انھوں نے سچا کر کے دکھلا دیا ہے۔ اور اپنا صدق ظاہر کر دیا۔ بیشک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گذریگا اور اس سے ان کی پردہ دری ہوگی۔ اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہو سکیں گے۔ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا۔ لیکن اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے اور ابد تک خدا تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہونگی۔

بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ بلائیں سخت نزدیک آ رہی ہیں۔ اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دیگا قریب ہے۔ پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کر دیں گے اور نیز یہ بھی ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انھوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اس کے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائیں گے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش میں تمام جائداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیدیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بیسود ہوگا۔ اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو میں بہت قریب عذاب کی تمہیں اطلاع دیتا ہوں اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کروں بلکہ اشاعت دین کے لئے۔ ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں یہ کہیں گے

ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی" (ضمیمہ الوصیت صفحہ ۳۰ تا ۳۲)

پس کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم میں سے بہت ہیں جنہوں نے ابتک اس حکم کی تعمیل کر کے وصایا نہیں کیں بعض دوست جن کے پاس کوئی جائداد نہیں۔ وہ وصیتیں اس لئے نہیں کرتے کہ جائداد تو ہے نہیں۔ سو ایسے دوستوں کو معلوم ہو کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ وصیت کرنے والے کے پاس کچھ نہ کچھ جائداد ضرور ہو۔ بلکہ ہر ایک وہ شخص جس کی کچھ بھی ماہانہ آمد یا اور ذریعہ معاش ہو وہ اپنے اس آمد میں سے ہی دسویں حصہ کی وصیت کر سکتا ہے۔ یا وہ شخص جس کی جائداد اس قسم کی ہو کہ بعد میں اس کی وصیت کی تعمیل ہو سکتی ہو تو وہ بھی اپنی زندگی میں اپنی آمد کا دسواں حصہ وصیت کے چندہ میں دیدے۔ موصی پر صدر انجمن کا چندہ واجب نہیں ہوگا۔ بلکہ تمام صدر انجمن کے مقررہ چندے اس وصیت کی رقم میں سے وصول شدہ قرار دیئے جائیں گے۔ ہاں ترقی اسلام اور اس کے علاوہ فوری چندہ ہر احمدی وصیت کے باوجود بھی ناگزیر ہیں۔

پس تمام احمدی احباب کا فرض ہے کہ اس راہ کی طرف قدم بڑھائیں کیونکہ اس عمل کو حضرت مسیح موعود نے ایمان اور نفاق کی آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے۔

مسائل متعلقہ ذی الحجہ

بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

از شملہ

ماہ ذی الحجہ میں جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دیوے ان کے لئے اعلیٰ اور ارفع کام حج بیت اللہ ہے لیکن یہ تو امت کے بعض افراد کو ہی میسر ہے ایسی عبادات جس میں اکثر لوگ شریک ہو سکتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں :-

(۱) ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر کی نماز کے بعد سے لیکر تیرہویں تاریخ کو عصر تک بعد سلام نماز فرض کے حسب ذیل تکبیرات کہیں۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ۔ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد سہ دفعہ۔ یہ تکبیرات باواز بلند ہوں تو نہایت انسب ہے۔

(۲) دسویں تاریخ کو سورج کے بلند ہونے کے بعد دو رکعت نماز صلوٰۃ العید جماعت کے ساتھ ادا کری

(۳) بعد نماز عید قربانی کرنی چاہیے۔ قربانی کا وقت عید کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اور بارہویں تک اتفاقاً ختم ہوتا ہے۔ لیکن بعض کے نزدیک تیرہویں تاریخ کے عصر تک ہے۔

(۴) قربانی اونٹ۔ گائے۔ دنبہ۔ بکرے سے ہو سکتی ہے۔ بھیڑ۔ بھینس کو بھی حنفی علماء نے جائز رکھا ہے۔ اونٹ ۵ سال کا۔ گائے ۲ سال کی۔ بکری۔ دنبہ دو سال کا بشرطیکہ یہ قربانی کے حیوانات لنگڑے۔ اندھے۔ یک چشم نہایت دبلے۔ کان کٹے اور بیمار نہ ہوں۔ سینگ ٹوٹا بھی مناسب نہیں۔ ہاں نر خصی اور آنڈل قربانی میں یکساں ہیں

(۵) گائے اور اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ہو سکتی ہے

(۶) قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ جس شخص میں قربانی دینے کی طاقت ہو وہ ضرور کرے۔

(۷) قربانی کا گوشت خواہ خود استعمال کرے چاہے صدقہ کرے۔ اور اس کی کھال اگر گھر میں رکھے تو ایسی چیز تیار کرائے جس کو عام استعمال کر سکیں۔ احمدیوں کو صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کھال یا اس کی قیمت صدقات میں ارسال کرنا چاہیئے۔

(۸) اگر دو سالہ مینڈھا یا بکرا نہ ملے تو ایک سالہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور دنبہ سال سے کم کا بھی ہو تب بھی جائز ہے۔

(۹) اور جو لوگ قربانی کرنے کا ارادہ کریں ان کو چاہئے کہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے لیکر قربانی کرنے تک حجامت نہ کرائیں اس امر کی طرف ہماری جماعت کو خاص توجہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ عام لوگوں میں اس سنت پر عمل کرنا مفقود ہو گیا ہے۔

نظم

قصیدہ

(از رشحات خامہ مولنا غلام رسول راجیکی)

مولانا کی نظم چھاپنے میں بعض وجوہات سے دیر ہو گئی (نائب مدیر۔)

ہماں تجلیٔ نورِ قدم بیاد افتاد
چو روئے مظہرِ حسنِ ازل در آمد یاد

من آں شدم کہ بہ بینم جہاں برنگ دگر
نگاہِ شوق نمودہ بجلوہ دورِ سعاد

بہار و رونقِ جنبش عجائبات جہاں
زجلوہ ہائے جمالِ رخش جہاں آباد

ضیائے مہر و مہ و انجم است لمعاتش
تجلیاتِ مظاہر بنورِ او شہاد

بکن حکایتِ حسن و جمال مہ رویاں
کہ خوبیٔ ہمہ خوباں زصنعتش ایجاد

مرا کہ خلق و جہاں سیرگاہ عرفانم
نمود ہر در عرفاں بمنزلش ارشاد

محقق ایں کہ خدا آمد از خودی رفتن
بلے خودی زخدا آمدن شود برباد

جہاں شد است چو آئینہ بہر دید رخش
بچشم عاشق روئے حسین وست آزاد

بگوش ہوش شنیدم چہ دوش راز سروش
کہ وصفِ یار نگنجد بقول و کلک و سواد

زہے رخے کہ شدہ مظہرِ تجلیٔ نور
زہے رخے کہ درو راز مبداست و معاد

خوشا دلے کہ بسرِ خویش یار خے دارد
خوشا رخے کہ سرو یاد او کند دلشاد

خوشا محبت جاناں کہ غیر را سوزد
خوشا تجلیٔ عشقش کہ کرد غیر رماد

نرفت از سر و یادم سرورِ گفتارے
کہ آمد است بگوشش از دہن بحکمت صاد

چہ بود بزم حسیناں کہ دوش مے دیدم
چہ بود منظر جاناں بجلوہ ہائے رشاد

چہ بود حالتِ عشاق پیش جانِ جہاں
چو مستِ نشۂ صہباءِ ذوقِ وصل مراد

خمار و مستیٔ رندانِ میکدہ عیبے است
مگر خمار مے الفتش کہ باقی باد

شدہ زجلوہ لاہوت عالم ناسوت
چنانکہ عالمِ ملکوت شد باد منقاد

بہ بزمِ قدس نزول ملائکہ آں شت
کہ از درو دس ملائک شدہ ہمہ افراد

چہ رونق است بماہ صیام از تقوے
کہ ہر شبش شبِ قدر است و روز یوں اعیاد

مگر نمونۂ ایں مردمان بلیدۂ نور
کہ قائم اند بہ شبہا بروز صوم و جہاد

جہاں بماند بصحرا و دشت پرخارے
مگر مقامِ مسیحا کہ ہست خلد نژاد

بہ قادیانِ مقدس شدہ نزولِ خدا
بآں چناں کہ شدہ قادیاں چو اُمِّ بلاد

جناب احمدؑ مرسل شدہ دراں مبعوث
کہ ہست عین محمدؐ بشانِ صدق و سداد

نبی است بہرِ ہمہ انبیاء رخِ پاکش
مثالِ آئینہ بینم نہ ہست ایں الحاد

مرا قسم بہ خداوند و خالق گیہاں
کہ ہست احمدِ مرسل نبیٔ ربِّ عباد

مبارکست کہ مے داندش بہ شانِ نبی
کہ منکران نبوت شدہ بفند و عناد

دُعا کنم بہ طفیلِ نبیٔ احمدِ پاک
خدا ز چشم ہمہ خلق پردہ دور کناد
کہ تا ز دولت ایمان و برکت تصدیق
نصیب خویش بیابند بہ ترک شر و فساد
بیان کنیم دلائل مگر بہ انکار اند
ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد
چہ عزم و ہمت عالیجناب نفس عمر
کہ بہر خلق در فیض و فضلہا بکشاد
خدا بوحی رسالت بشارتے بخشود
ثنا نمود کہ محمود فضل از اولاد
جہاں بمقدمِ دورش گرفت رنگ جلال
ز دور نصرت عولش سیہ رخ حساد
مقام عزت و رفعت کہ حق بہ او بخشید
دگر کجاست کہ آں را چنیں فضیلت داد
ز عدل یاد دہد عہد عدلِ فاروقی
بہ حیرت اند ز آئینِ معدلت کہ نہاد
نظیر حضرت احمدؑ بحسن و احسانے
مسیح و یوسف مصری اند در آمد یاد
دلش ز نور معارف منور است و منیر
شدہ بعلم حقائق لدنیہ استاد
بوقت درس و مواعظ کلام پر اثرش
برائے صیدِ قلوب است جذبہ ہائے وداد
چہ دوش نور بدیدم بحلقۂ ابرار
خوشا نگاہے کہ بر منظرے چنیں افتاد
فدائے منزلِ خاصانِ بارگاہِ قدس
دلم بہ عشق کہ قدسیان عرش نژاد
بگرد حلقۂ ایشاں طواف بنمائند
مقربانِ الٰہی بقرب حق معتاد
مگر مقام تجلیٔ نور و طورِ کلیم
برائے حضرت محمود سید الاوتاد
بہ دیدن رخ پاکش خدا بیاد آید
ز فیض صحبت اقدس بطے رہا د و نجاد
ہزار مژدہ پئے طالبانِ عشق خدا
ہزار مژدہ پئے عاشقان وصل و مراد

عجب موسم و وقتِ بہار باز آمد
عجیب موسمِ گل در چمن بسر و آزاد
کجا شد است زطیرانِ عشق ناز و دلال
کجا شد است عنادل کجا سرِ شمشاد
کجا تعشق و صد اضطراب و آہ و فراق
کجا طپیدگی ہجر و نالہ و فریاد
کجا محبت و عشاقِ منظرِ خوباں
کجا پئے لبِ شیریں تعشق فرہاد
بہ بزم حسن بیائند بہر وصل نگار
کہ ساقی و خم و ساغر بہ نغمۂ دلشاد
مقیم بر درِ جاناں نشستہ ام ہر دم
بہ شوق ساغرِ عشق و وصال در مرصاد
کجا طپیدن و سوز محبت و درد دے
کجا است ولولہ شورِ عشق جوشِ وداد
مرا کہ پیر طریقت بشرط صدق و دعا
نمود وعدۂ کشف رموز و سرّ مراد
بجد و جہد نتانم کہ کامگار شوم
مگر بہ ہمت مرداں کہ مے کنند امداد
دعا اے شیخ کہ ما آزمودہ ایم بسے
بود کہ باز وے ہمت شود بداں اسعاد
خدا ز وادیٔ ایمن کہ مے شنفت کلیم
نبود صید نہ موسیٰ برائے اوصیاد
عجب کہ طالبِ نار از طلب بنور رسید
کہ داند از سرِ تحقیق سرِّ حق بہ عباد
گدائے کوئے شہانم بہ آں امید بزرگ
بود کہ دولت علیا مرا دہد آں داد

النظر

تحفہ عید حصہ اول چھوٹی تقطیع، اچھی لکھائی چھپائی کے ساتھ ۴۴ صفحات کا رسالہ ہے جس میں مختلف شعرا کے اشعار جن میں عید کے متعلق مضمون ہے جمع کئے گئے ہیں۔ اس کے مؤلف منشی علی احمد صاحب زاہد جبلپوری ہیں۔ قیمت ۴؍

مرقع عبرت حصہ دوم اس رسالہ کے مؤلف بھی منشی علی احمد صاحب ہی ہیں۔ اسمیں چند نظمیں بعض شعرا کی ہیں جن میں بے ثباتی دنیا کا مذکور ہے۔ قیمت ۲؍ (ملنے کا پتہ منشی علی احمد صاحب زاہد جامع مسجد جبل پور)

جنگ یورپ اور مسلمانان سرحد ایک ۸ صفحہ کا ٹریکٹ ہے جو حکیم سید محمد عبداللہ صاحب نے لکھ کر مفت شائع کیا ہے اس میں آپ نے بیان کیا ہے کہ سلطان روم خلیفۃ المسلمین نہیں۔ (ملنے کا پتہ پیرزادہ حکیم سید عبداللہ شاہ۔ مالک سرحد شمیم [illegible])

فتح کے اسباب ۱۶ صفحہ کا ٹریکٹ ہے جس کے مؤلف حکیم محمد علی صاحب منظور ہیں۔ اس میں آپ نے بارہ طریق بتلائے ہیں جن سے رعیت حکومت کی خدمت کر سکتی ہے۔ حکیم صاحب نے اس کے ہمراہ کچھ سرمہ بھی بھیجا ہے جس کا استعمال ہم نے خود شروع کیا ہے اس کے متعلق کچھ عرصہ بعد رائے دی جاوے گی۔ (پتہ حکیم محمد علی صاحب منظور مینیجر چشمۂ حیات بن باجوہ ضلع سیالکوٹ)

مسیح موعود کے نبی ہونے پر مسیح موعود کی ایک اور شہادت

اگرچہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود کی نبوۃ پر بیشمار دلائل جمع ہو چکے۔ جن کے مقابل منکرین کے تمام حیلے بیکار ثابت ہو چکے ہیں اور دوست و دشمن نبوت مسیح موعود کا اقرار کرتے ہیں الا بعض کج دل۔ اور ایسی صورت میں اور دلائل کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن چونکہ اخبار الحکم کا پورا نا فائل دیکھتے ہوئے ایک صریح حوالہ نظر پڑ گیا ہے اس لئے اسے ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ شاید کوئی سعید روح اس سے ہی فائدہ اٹھائے۔

جب حضرت مسیح موعود سیالکوٹ سے لیکچر دے کر واپس تشریف لاتے تھے تو راستہ میں وزیر آباد سٹیشن پر پادری سکاٹ بھی حضرت مسیح موعود سے آکر ملا اور کچھ گفتگو کی اثناء گفتگو میں عیسائیوں کے مختلف فرقوں کا ذکر آ گیا تو اس پر مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔

پادری سکاٹ - ان عیسائی فرقوں میں سے آپ کس فرقہ کو حق پر سمجھتے ہیں۔

حضرت اقدس - میرے نزدیک تو راستباز وہی فرقہ تھا جو حضرت مسیح اور اُن کے حواریوں کا تھا۔ اس کے بعد تو اس مذہب کی مرمت شروع ہو گئی۔ اور کچھ ایسی تبدیلی شروع ہوئی کہ حضرت مسیح کے وقت کی عیسویت اور موجودہ عیسویت میں کوئی تعلق ہی نہیں رہا۔

پادری - اس کی خبر آپ کو کہاں سے ملی

حضرت اقدس - پیغمبروں کو خدا تعالیٰ ہی سے خبریں ملا کرتی ہیں۔ میں بھی خدا تعالیٰ ہی سے خبریں پاتا ہوں اور اسی پر ایمان لاتا ہوں۔ (الحکم جلد ۸ نمبر ۴۴-۴۳ مورخہ ۱۷ و ۲۴ دسمبر ۱۹۰۴ء)

یہاں حضرت مسیح موعود نے کھلے کھلے الفاظ میں پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ پس اب بھی اگر کوئی بدقسمت انکار کرے تو اس کا کیا علاج وماذا بعد الحق الا الضلال

حضرت خلیفہ اول کی شہادت

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

یقتلون النبیین نبیوں کو قتل کرنے کا ارادہ کرتے تھے

ان الفاظ کو خاتم النبیین کے ساتھ ملا کر دیکھنا چاہیئے۔ ہر دو جگہ لفظ النبیین ہے۔ اگر اس سے مراد سارے نبی ہیں تو پھر معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل نے سارے جہان کے نبیوں کو قتل کر دیا تھا۔ کوئی باقی نہ رہا حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اسی طرح خاتم النبیین سے بھی سارے نبی مراد نہیں بلکہ صاحب شریعۃ نبی جو قیامت تک اور نہ ہوگا۔

اس زمانہ کے مسلمان بھی ایک نبی کے قتل کے مجرم ہیں۔ کیونکہ انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کی اور ان پر اور ان کے ساتھیوں پر قتل کا فتویٰ لگایا۔ اگرچہ وہ اس امر پر قادر نہ ہو سکے۔ مگر اپنی طرف سے کمی نہ کی۔ خون کے مقدمات بھی بنائے۔ اور جو لوگ ان مکفر مولویوں سے اپنی بیزاری اور علیحدگی علانیہ نہیں کر لیتے وہ انہی کے ساتھ سمجھے جاتے ہیں ان کا معاملہ ایسا ہی ہے جیسا کہ عذاب کے وقت کوئی بستی غرق ہوتی ہے۔ جو نیک بدوں کے ساتھ مل کر رہتے ہیں۔ وہ بھی ان بدوں کے ساتھ ہی ہلاک کر دیئے جاتے ہیں"

(درس دوم۔ اخبار بدر ۴ و ۱۱ ستمبر ۱۹۱۲ء)

مذکورہ بالا درس میں حضرت خلیفۃ المسیح اول نے ختم نبوۃ کے معنی بتا کر صریح طور پر حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ اور ان کے منکرین کو قاتل نبی اللہ قرار دیکر کفر کا فتویٰ دیا ہے اور جو لوگ ان قاتلین نبی اللہ کے ساتھ ہیں یا ان سے علیحدگی نہیں کرتے۔ وہ بھی قتل کرنے والوں کے ساتھ قرار دیئے ہیں۔ کیا کوئی ہے جو اس حوالہ سے اس کے خلاف ثابت کر سکے؟ عمر الدین احمدی از شملہ

تائید مزید

سید محبوب عالم صاحب ایک حوالہ بھیجتے ہیں:۔ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ (تفسیر صفحہ ۳۹ ضمیمہ اخبار بدر نمبر ۲۶ جلد ۸ مورخہ ۲۹ - اپریل ۱۹۰۹ء)

ولا تنکحوا المشرکین۔ یعنی اپنی لڑکیوں کی شادیاں مشرکوں کو مت کرو۔ اسی بنا پر ہمارے امام نے حکم دیا کہ غیر احمدیوں کو اپنی لڑکیاں نہ دو کیونکہ ان میں بھی شرک ہے۔ اور اسی طرح میل جول سے شرک بڑھ جائیگا شرک میں نے بلا تحقیق نہیں کہا۔ مسیح کے مسئلہ ہی میں جو خوفناک گمراہی اُن میں ہے وہ کم نہیں۔ کونسی اللہ کی صفت ہے جو اس کی طرف منسوب نہیں کرتے خالق کخلق اللہ اسے مانتے ہیں احیاء موتیٰ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں عالم الغیب اُسے جانتے ہیں۔ حرام و حلال کا اختیار اسے دے رکھا ہے۔

پھر ختم نبوت کے بھی وہ قائل نہیں۔ پس ایسے مشرک لوگوں سے ہمیں تعلق ازدواج قائم کرنے میں سراسر نقصان ہے۔ اس لئے امام نے منع فرمایا۔ ان احمدیوں نے حضرت امام کی اس نصیحت پر عمل نہیں کیا کچھ انھوں نے بھی نہیں پایا"

راستگوئی ظفر علی خاں کی

مسٹر ظفر علی خاں نے کسوئی کے واقعات کو باطل سے ملتبس کرتے ہوئے ماسٹر مولاداد صاحب کے متعلق دو باتیں ایسی لکھی تھیں جن کی تردید یا تصدیق ماسٹر صاحب ہی کر سکتے تھے وہ ڈیڑھ مہینے سے یہاں نہ تھے کل ان کی چٹھی آئی جس میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"آج ۱۳ ستمبر کو ۸ - اگست کا ستارہ صبح اتفاقاً دیکھا۔ میری نسبت ظفر علی خاں نے لکھا ہے کہ میں بلا اطلاع ان کے کمرے میں چلا گیا۔ اصل بات یوں ہے کہ مولوی صاحب موصوف تو اکیلے اپنے کمرے کے اندر اور چوہدری اللہ داد خان صاحب مع اپنے چھوٹے بھائی کے باہر صحن میں کرسیاں بچھائے ہوئے بیٹھے تھے۔ اور میں جبکہ اپنے کمرے کے برآمدے میں ٹہل رہا تھا تو چوہدری اللہ داد خاں صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ صاحب آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ صاحب قادیان سے علاج کے واسطے آیا ہوں۔ اور میں احمدی ہوں۔ قادیان اور احمدی کا نام سنکر مولوی ظفر علی صاحب مسکرانے لگے۔ اور فرمایا کہ آیئے صاحب اندر تشریف لے آیئے۔ اُن کے فرمانے پر میں نے اندر جا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اثنائے گفتگو میں مولوی صاحب فرمانے لگے کہ میرا نام الطاف حسین ہے اور میں راولپنڈی سے علاج کے واسطے آیا ہوں۔ چوہدری اللہ داد خاں اور اور مولوی صاحب موصوف کے نوکر مسٹر محمد علی بھی مولوی صاحب کا یہی پتہ بتلاتے رہے"

دوم - "گویا میں نے کہا تھا کہ ایڈیٹر الفضل میرا دشمن ہے۔ اس واسطے اُس نے دشمنی کی وجہ سے یہ مضمون ظفر علی خاں کی نسبت لکھ کر مجھ سے بدلا لینا چاہا ہے اس کی اصل حقیقت یوں ہے کہ مولوی صاحب نے الفضل کا وہ پرچہ پڑھ کر مجھے کہا کہ صاحب تازہ الفضل میں لکھا آیا ہے کہ چونکہ ظفر علی نے حضرت مسیح موعود کی

کی مخالفت کی اس واسطے اس کو دیوانے کتے نے کاٹا۔ آپ اور اس بچے نے بھی مسیح موعود کی ضرور مخالفت کی ہوگی جس کیوجہ سے آپکو بھی دیوانے کتے نے کاٹا ہے۔ میں نے اُس کے جواب میں کہا کہ یہ عذاب آپ کے واسطے ہے ہمارے واسطے نہیں۔ دیکھئے قرآن کریم میں نبی کریم کی جنگوں کو عذاب کہا گیا ہے۔ حالانکہ اس میں صحابہ بھی شہید ہوئے۔ سو عذاب کسی ہلاک کرنیوالی چیز کو اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ کسی قوم کی ہلاکت یا تباہی کا باعث ہوتی ہے لڑائیوں میں بیشک مسلمان مارے گئے۔ مگر مسلمان ان سے ہلاک نہیں ہوئے۔ بلکہ منکر ہی ہلاک ہوئے۔ اور مسلمان بڑھتے چلے گئے۔

عذاب نبی کی جماعت کے لئے ایک ابتلاء ہوتا ہے اور اُس کے منکروں کے لئے عذاب ہوتا ہے۔ اس کے بعد مولوی صاحب لاجواب ہو گئے اور تمسخر کرنا شروع کر دیا۔ کہ جس دن آپ قادیان سے چلے ہونگے اُس دن یہ پرچہ مطبع میں جا چکا ہوگا۔ اگر آپ کے حادثہ کی خبر ہوتی تو ظفر علی کے خلاف کبھی نہ لکھتے۔ یا معلوم ہوتا ہے کہ ایڈیٹر الفضل آپ کا دشمن ہے اور اس نے ظفر علی کی آڑ میں آپ سے بھی بدلا لینا چاہا ہے۔

سوم ۔ مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ ۳۔ جون کے الفضل میں ایک فرضی مکالمہ چھاپ دیا۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ اول تو اس مکالمہ کے ہمارے پاس کافی ثبوت ہیں۔ بالفرض اگر آپ مکالمہ مذکورہ کے انکاری ہیں تو آپ اپنے اخبار ستارہ صبح میں اپنا عقیدہ حلفاً درباره آمد مسیح اور مہدی موعود شائع فرما دیویں کہ ہم کسی خونی مہدی کے منتظر نہیں ہیں تب معلوم ہو جائیگا کہ واقعی آپکے عقائد وفاداری پر مبنی ہیں۔ وما علینا الا البلاغ (خاکسار محمد مولادا د احمدی از مرکا گوجراں)

ہندوستان میں ضرورت

معلوم ہوا ہے کہ اب ہندوستان میں خدا کے فضل و کرم سے ایسی صورت پیدا ہو گئی ہے کہ لوگ سلسلہ کی طرف توجہ کرنے لگے ہیں۔ وہاں ٹریکٹوں کی سخت ضرورت ہے۔ جن احباب کے پاس غیر احمدیوں میں مفت تقسیم کرنے کے لئے ٹریکٹ ہوں وہ براہ مہربانی یہ نوٹ دیکھتے ہی فوراً جناب حافظ سید مختار احمد صاحب مختار سکرٹری جماعت شاہجہانپور کے نام بھیجکر عند اللہ ماجور ہوں۔ پتہ یہی کافی ہے۔ مناسب مقامات پر تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

مہمان نوازی

اور اس کے محاسن و معائب پر نظر

شاید احباب کو تو یاد نہ رہا ہو۔ مگر ہم نہیں بھولے کہ الفضل کے ایک ماہانہ ضمیمہ بنام تادیب النسا کا اعلان کیا گیا تھا۔ جس کا ایک پرچہ بطور نمونہ شائع بھی ہوا۔ غرض یہ تھی کہ اعلیٰ اور حسب ضرورت دینی معلومات سے پر مضامین اور عمدہ لکھائی کے ساتھ یہ رسالہ شائع ہو جس سے خواتین بھی علوم حقہ سے اپنے دل و دماغ کو منور کر سکیں۔ اپنی طرف سے اعلان کے ذریعہ توجہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی مگر جب احباب نے توجہ نہ کی تو ہم نے بھی شائع کرنے کی جرأت نہ کی بعض دوستوں نے آمادگی ظاہر بھی کی مگر ان کی تعداد تنفی کے برابر نہیں تو کچھ زیادہ بھی نہیں۔ ہم اتنیں کیا جانتے ہیں کہ پرچہ کیسے شائع کیا جاتا۔ تادیب النساء کے پہلے (اسی کو آخری سمجھئے) پرچہ میں مہمان نوازی کے متعلق مضمون مقابلتاً لکھنے کی خواتین احمدیہ سے درخواست کی گئی تھی۔ جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے (رحمانیگ) ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی اہلیہ ثانیہ کا یہ مضمون ہمیں انہیں دنوں ملا تھا۔ نہ اور مضامین آئے نہ لوگ تادیب النسا کی خریداری کی طرف متوجہ ہوئے۔ بڑے انتظار کے بعد ہم اپنی معزز احمدی بہن کا یہ مضمون شکریہ کیساتھ اور دیر سے شائع کرنے کے باعث معافی خواہ ہو کر درج ذیل کرتے ہیں۔ (نائب ایڈیٹر)

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کوئی چیز بیکار نہیں پیدا کی کیا عناصر کیا مرکبات۔ کیا ثوابت اور کیا سیارات۔ ہر ایک چیز کا مخصوص کام ہے۔ انسان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں فرق صرف اتنا ہے کہ اور مخلوق تو فطرتاً اپنے فرائض انجام دیتی ہے لیکن انسان فطرت کے ساتھ عقل سے بھی کام لیتا ہے اس لئے انسان وہ وصف اختیار کرے جنہیں عقل سب سے بہتر سمجھتی ہے۔ کیونکہ انسان کو خدا تعالیٰ نے عقل کا درجہ دیکر اشرف المخلوقات بنایا ہے سب سے بہتر حمیدہ اوصاف اور پسندیدہ اخلاق ہیں۔ جس بہن میں یہ وصف ہوگا وہ سب صفاتی کام کر گذریگی۔ اب میں اپنا مضمون مہمان نوازی پر شروع کرتی ہوں۔ اس کو ذیل کے چار حصوں میں منقسم کیا جاتا ہے۔

(۱) مہمان نوازی کی ضرورت اور اُس کا اثر تمدن پر

اپنا پیٹ پالنا ہر کوئی جانتا ہے۔ مگر دوسروں کی خاطر تواضع کرنا۔ خاصکر غریب الوطن مسافروں کی۔ البتہ تعریف کی بات ہے۔ تواضع انسانی ہمدردی کا عملی ثبوت ہے۔ اور مہمان نوازی تواضع کا اعلیٰ ترین درجہ مہمان نوازی مہذب قوموں کا خاصہ ہے۔ کسی کی تواضع کرنے سے جو حقیقی خوشی انسان کو حاصل ہوتی ہے وہ تجربہ کئے بغیر نہیں معلوم ہو سکتی۔ مہمان نوازی کرنے سے انسان دوسروں کی نظروں میں ممتاز سمجھا جاتا ہے۔ خاطر داری کرنا نیک نامی اور ناموری کا ایک مفید آلہ ہے اور اس کا بہت کچھ اثر تمدن یعنی مل کر رہنے پر پڑتا ہے۔ تواضع کرکے عزت اور امتیاز حاصل کر سکتے ہیں چھوٹے بڑوں کی تواضع کرکے ثواب کے مستحق بنتے ہیں اور بڑوں کی محبت سے خوشی حاصل کر سکتے ہیں۔ آپس کی مہمان نوازی ایک دوسرے کے دلوں کو متصل کرتی اور معرفت محبت و ہمدردی کو بڑھاتی اور بیگانوں کو اپنا۔ اور اپنوں کو مونس بناتی ہے۔ ایک دوسرے کے دل میں خود بخود عزت پیدا ہوتی ہے۔ اور سوسائٹی کی عمارت میں سیمنٹ کا کام دیتی ہے۔ تواضع میل ملاپ کا قابل قدر گہرا رفیق ہے ایک دوسرے کی مہمان نوازی کرنا انسانیت کا اعلیٰ وصف ہے

ع نہ شاخ پُر میوہ سر بزمیں۔ جس بہن میں یہ صفت نہیں وہ ایک خشک درخت کی شاخ ہے۔ ہر ایک لڑکے لڑکی کو مہمان نوازی کا برتاؤ سیکھنا چاہیئے۔ جو شخص مرد یا عورت گھر میں آئے اُس کو نہایت خلوص اور محبت سے ملو تاکہ اُس کی طبیعت پر عمدہ اثر پڑے عمدہ جگہ پر محبت اور سلیقہ کے ساتھ بٹھاؤ۔ گرمی کا موسم ہو تو حسب حیثیت شربت۔ ٹھنڈا پانی حاضر کرو موسم سرما ہو تو چائے کی تواضع کرو۔ اگر کھانیکا وقت ہے اور مہمان رشتہ دار ہو یا مسافر یا اُسے پوری معرفت واقفی نہیں تو اُسے مزدور کھانیکو کہو بلکہ کھانا لاکر حاضر کرو۔ پوچھنے کی کیا ضرورت ہے،

مہمانوں کے آگے کھانا لاکر حاضر کرنا چاہئے۔ کیونکہ بعض لوگ حسب عادت یا شرمیلاپن کی وجہ سے کھانا کھانے سے انکار کیا کرتے ہیں۔ نا واقف تاکید بھی پوری خاطر کرنا ثواب میں داخل ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے تھے۔ ہمکو بھی ایسا ہی نمونہ بننا چاہئے۔ اور قرآن کریم بھی یہی فرماتا ہے۔ اس سے مہمان بھی خوش ہوتے ہیں اور خوش کرنے کے قابل تو خدا تعالیٰ ہے جو رب العالمین ہے۔ مہمان نوازی سے حقیقی خوشی پیدا ہوتی ہے۔ بات چیت کرنے کی لیاقت حاصل ہوتی ہے۔ ایک دوسرے سے گفتگو کرنے کا موقع ملتا ہے۔ زبان حلیمی و نرمی سیکھتی ہے۔ میل ملاپ سے دلی ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ ایسی باتوں کے عمل میں آنے سے ضرور ایک دوسرے پر اچھا اثر پڑتا ہے ایک ایسا قابل قدر فائدہ نمودار ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ تمام لوگ دنیا میں بھن نہیں خدا نے انسان کو مدنی الطبع پیدا کیا ہے۔ جو لوگ تواضع کرنا نہیں جانتے وہ اپنی تواضع ہوتی دیکھ کر دل میں رشک پیدا کریں گے اور کسی نہ کسی موقع پر وہ تمکو نہ صرف عزت کی نگاہ بلکہ تمہارے رشتہ داروں کی بھی عزت کریں گے۔ مہمان نوازی کرنا دنیا کے اور کاموں میں بھی ممتاز گنا جاتا ہے اور دوسروں کی خاطر داری کرنا کھلانا پلانا گویا دوسرے کو نہیں بلکہ خود اپنے برتنوں میں دھر کر کھانا ہے۔ کیونکہ دنیا میں خاطر کو خاطر ہے۔ پس اس سے بہتر کوئی چیز نہیں

(۲) مہمان کی عزت و تکریم میں کن باتوں کا لحاظ رکھنا چاہئے

ان باتوں کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ اول تو جب مہمان گھر میں آئیں دو چار قدم آگے بڑھ کر السلام علیکم کہا جائے پھر گھر کی خیر خیریت پوچھی جائے اور آنے کے موقع پر خوشی کا اظہار کیا جائے محبت اور خندہ پیشانی سے باتیں کی جائیں۔ ایک علیحدہ کمرے میں اچھی اور عمدہ جگہ پر بٹھایا جائے کیونکہ اکثر مہمانوں کا کمرہ علیحدہ ہونا چاہئے۔ زنانہ مکان زنانہ مکان کے نزدیک اور مردانہ مکان مردانہ مکان کے قریب ہونا چاہئے بعض بہنیں کہینگی کہ اتنے کمرے کہاں سے لائے جائیں۔ اگر زیادہ کمرے نہیں تو ایک ہی کمرے میں پردہ ڈال کر دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ سب انتظام گھر گھرستن کے اختیار ہے جو چاہے کر سکتی ہے اگر معمولی کمرہ کو بھی حیثیت کے موافق سجایا جائے۔ اور سبزی ترکاریوں وغیرہ کا کوڑا کرکٹ نہ پھینکا جائے تو غریبوں کا ایک خاصہ ڈرائنگ روم بن سکتا ہے۔ اور امیروں کے تو اکثر مکان کافی ہوتے ہیں۔ پھر عمدہ جگہ پر بٹھا کر مؤدبانہ گفتگو کرنے کے تھوڑے عرصہ بعد کھانے پینے کے لئے پوچھا جائے۔ اگر کھانے کا وقت ہے تو جھٹ کھانا حاضر کیا جائے۔ اگر کھانے کا وقت نہیں۔ اور مہمان کھا کر گھر سے آئے ہوں تو اور کسی قسم کی خاطر داری کی جائے غرض کہ ہر طرح سے عزت و حرمت کی جائے۔ یہ نہ ہو کہ سب اپنے اپنے کاموں میں ہی مصروف رہیں اور مہمان اکیلے ہی بیٹھے رہیں۔ نہیں اگر گھر میں کام کاج کرنا ہو تو ایک کو کام کرنا چاہئے۔ اور دوسروں کو مہمانوں کے پاس بیٹھنا چاہئے۔ محبت بھری ہمدردی کی باتیں کرنی ضرور ہیں کیونکہ بہنیں میں کچھ نہ کچھ محبت کا جوش ہوتا ہے تو بھی تکلیف گوارا کر کے ملاقات کے لئے آتی ہیں۔ پھر اگر ان کے ساتھ خوش اسلوبی سے نہ پیش آئیں اور حسن سلوک نہ کیا جائے۔ تو ضرور وہ اپنے دل میں کبیدہ خاطر ہونگی۔ اور مسرت کے بجائے افسوس پیدا ہوگا۔ پھر کیوں ہم وہ بات کریں جس سے مہمانوں کو رنج پہنچے۔ بلکہ ہر طرح سے عزت کرنی چاہئے۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھ کر وہی برتاؤ کرنا چاہئے جو دوسرے کے دل کو محبت کا شکار کر لے مہمان کی تکریم سے خدا اور اُس کے رسول کی خوشنودی حاصل ہو گی جو ایک مومن کی بڑی خواہش ہونی چاہئے دوسرے مہمان جہاں جائیں گے نیکی سے یاد کریں گے۔

(۳) میزبان کو مہمان کے آرام کے لئے کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری

میزبان کو مہمانوں کے آرام کے لئے ان باتوں کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ اول تو مہمانوں کو ایک خاص علیحدہ کمرہ دیا جائے۔ جہاں عام لوگوں کی آمد و رفت کم ہو۔ دوسرے کھانا وقت پر دیا جائے اور کھانے میں نمک مرچ تیز سے ڈالا جائے مرچ نہ اتنی زیادہ ہو کہ کھانے والے پناہ مانگیں نہ اتنی کم کہ بدمزہ ہو صفائی بہت اچھی چیز ہے۔ ہر ایک چیز صاف ستھری ہو۔ برتن صاف ہوں۔ کھانے پینے کی چیزیں صاف ستھری ہوں پانی پینے کے واسطے الگ ہو۔ اور اور ضرورتوں کے لئے الگ گوشت ہو یا ترکاریاں اچھی طرح پکائی جائیں تاکہ کچی نہ رہیں خدانخواستہ مہمان کھا کر بیمار نہ ہو جائیں۔ تیسری چارپائیوں اور بستروں کا حسن انتظام ہو۔ ہر دو موسم کے لحاظ سے اگر سردی ہو تو مہمانوں کے کمرے میں کوئلوں کی انگیٹھی سلگا دینی چاہئے۔ اور اگر موسم گرما ہو تو کمرہ میں پنکھا لگا دیں۔ یہ نہ ہو تو دستی پنکھے ہی سہی۔ چوتھے مہمانوں کے آرام کے واسطے بیت الخلا (یعنی پاخانہ) کی طرف خیال رکھنا اور ٹھیک بندوبست کرنا ضروری ہے۔ چونکہ مہمان جو اجنبی جگہ پر آئے ہوتے ہیں کسی قسم کی آن کو رکاوٹ نہ ہو۔ اور آسانی سے اپنی ضرورتوں کو ادا کر سکیں۔ جو بہنیں ان باتوں کو دستور العمل میں لائینگی امید ہے کہ ان کے مہمان ضرور آرام کے ساتھ رہیں گے۔

(۴) مہمان نوازی میں کوئی برا پہلو ہے تو کونسا ہے

سب بہنیں جانتی ہونگی کہ کسی کی خاطر تواضع کرنی بہت پسندیدہ بات ہے۔ لیکن جس بات میں فائدہ ہو اُس میں نقصان کا ہونا بھی ممکن ہے۔ جب کوئی کسی کے گھر مہمان جائے۔ کوئی رشتہ دار ہو یا کوئی عزیز بہن۔ بھائی تو بیچاری بہنیں حیثیت سے بڑھ کر دعوت میں تکلف کرتی ہیں اور مہمانوں کے لئے پر تکلف کھانے پکاتیں اور قیمتی مٹھائیاں منگواتی ہیں۔ اگر پاس پیسہ نہ ہو تو دلیر ہو کر قرض اُٹھانے کو بھی باک نہیں۔ یہ بہت موذی عادت ہے کون نہیں جانتا کہ قرض وبال جان ہوتا ہے۔ یہ رسم و بار کے طور پر عام ہو گئی ہی۔ سچ ہے کہ مسلمان کماتے ہیں اور غیر لوگ کھاتے ہیں بہنوں کو چاہئے کہ جتنی چادر ہو اتنے پاؤں پھیلائیں۔ اپنی آمدنی کی حیثیت سے خرچ کریں۔ فضول خرچی کرنا نا عاقبت اندیشی کی علامت ہے۔ مگر یہ سب کچھ کس واسطے کرتی ہیں؟ ناموری کے لئے۔ فضول خرچیوں میں ناموری نہیں۔ ناموری تو خوش اخلاقی اور دلی محبت اور عزت کرنے سے ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں دو قسم کی مہمان نوازی ہوتی ہے جسے لوگ اصلی مہمان نوازی خیال کرتے ہیں ایک شادی کے موقع پر

اور دوسری کسی کی موت واقع ہونے سے۔ پھر تو لوگ بے تحاشہ مہمان بنکر دوڑتے ہیں۔ اور گھر کے جاہل لوگ ان مہمانوں کے میزبان ٹھہرتے ہیں۔ شادی کی بات تو بھلا خوشی کا موقعہ ہوتا ہے۔ اور موت کے واقع ہونے پر اکثر مکار لوگ افسوس ظاہر کرنے کے لئے "مکاینیں" بنا بنا کر آموجود ہوتے ہیں گھر والے ایک تو موت کے صدمے سے نڈھال۔ پھر مہمانوں کی خاطر داری کرنی پڑتی ہے۔ پھر نہ پوچھو جو فضول روپیہ دعوتوں پر برباد کیا جاتا ہے۔ اگر یہی روپیہ کسی قاعدہ سے یتیموں اور مسکینوں خصوصاً اشاعت اسلام فنڈ میں دیا جائے تو کیسا نیک کام ہو۔ اگر کوئی ان کو یہ بات کہے کہ یہ فضول خرچی ہے کہ بڑی عمر کا آدمی فوت ہو تو خوشی ظاہر کی جائے۔ اور دعوت کے طور پر مہمانوں کو بلایا جائے۔ اگر پاس پیسہ نہیں تو قرض سود پر لیکر اس کام کو سرانجام دیا جائے اس سے کیا حاصل تو یہی جواب دیں گے کہ ناک نہیں رہتی۔ اگر ایسی بدعتوں اور بیہودہ رسموں سے ناک مبارک چہرہ پر نہیں رہ سکتی ہے تو اس کا اتر جانا ہی بہتر ہے۔ ....

بس ایسی فضول مہمان نوازی کو سلام کہئے۔ بس مہمان نوازی کا برا پہلو ہے تو انہی رسموں اور اسی قسم کی مہمان داریوں سے ہے۔ مگر جو بری رسمیں اور بدعتیں ظہور میں آتی ہیں ان کا باعث عورتوں ہی کی ذات ہوتی ہے۔ رسوم کی اصلاح عورتوں پر ہی منحصر ہے۔ دنیا میں بہت سی بہنیں ہیں جو یہ خیال کرتی ہونگی کہ زندگی ایک کھیل ہے یہ نہیں سمجھتیں کہ یہ عظیم جنگ ہے جسمیں کامیاب ہونے کی کوشش کئے بغیر ہلاکت یقینی ہے۔ اور کامیابی کا منہ تبھی دیکھینگی جب بیہودہ رسمیں دنیا سے اٹھ جائینگی۔ رسوم کا مٹنا منحصر ہے ہماری تعلیم پر۔ مذہب سے الگ تعلیم بھی ہیچ ہے۔ میری پیاری بہنوں کوشش کرو۔ آگے سب کچھ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم کے اختیار میں ہے۔

(عاجزہ محمودہ بیگم)

جام پور سے ایک تار دعا کیلئے

میاں دوست محمد صاحب جہانہ نے جام پور سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو شملہ تار دیا ہے کہ "پہاڑی ندی جام پور کو غرق کر رہی ہے دعا فرما دیں" تمام احمدی احباب سے التماس ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ شہر کو غرقابی ...

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء سابق کی ایک انجمن

دیکھنے کی آرزو تو بزرگان قوم کو عرصہ سے تھی۔ مگر انھیں انتظار تھا کہ سابق طلباء تعلیم الاسلام خود ہی تحریک کریں تب یہ انجمن قائم ہو۔ چنانچہ دوران اجلاس کانفرنس ماہ اپریل گذشتہ میں طلباء کا ایک اجلاس بورڈنگ ہاؤس کے ایک کمرہ میں علیحدہ طور پر ہوا اور نئے اور پرانے طالب علمان تعلیم الاسلام ہائی سکول نے متفق ہو کر یہ ریزولیوشن پاس کیا کہ "احمدی جماعت کے سابق و موجودہ طالب علموں کی ایک انجمن بنائی جائے۔ نظام و قواعد تجویز کرنے کے لئے ایک کمیٹی ممتاز سابق طلباء تعلیم الاسلام کی قائم کی گئی جس کے ممبر مولوی شیر علی صاحب سابق ہیڈ ماسٹر اور حضرت صاحبزادہ میاں میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سابق طالب علم جیسے بزرگ منتخب ہوئے۔ اس ریزولیوشن کے پاس ہونے کے بعد دوسرے یا تیسرے دن کانفرنس کے ایک اجلاس میں جو زیر صدارت حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مسجد اقصیٰ میں ہوا تھا ایک ریزولیوشن پیش ہوا جس میں خصوصیت سے سابق طلباء کے سپرد ایک خدمت کیگئی تھی۔ ایک صاحب نے سوال کیا کہ اولڈ بوائز کی طرف سے اطمینان بھی کر لیا ہے کہ وہ یہ خدمت انجام دیسکینگے۔ اسپر اسسٹنٹ سکرٹری صاحب صدر انجمن نے وثوق دلایا کہ ہاں یہ اطمینان کر لیا ہے۔

چنانچہ وہ ریزولیوشن اجلاس کانفرنس میں بالاتفاق پاس ہوا۔ اس کے بعد ایک دفعہ اور اس انجمن کو باقاعدہ بنانے اور جلد عملی صورت میں لانے کے لئے چند طلباء سابق کو جو اس کام کے لئے خاص ذوق و شوق رکھتے تھے مثلاً شیخ نواب دین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ اور شیخ مبارک اسمٰعیل صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی کو منتخب کیا گیا۔ اور بروز عید الفطر جب بورڈران ہائی اسکول نے بورڈنگ ہاوس میں عید مبارک عرض کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو دعوت دینے اور اس کے قبول ہونیکا فخر حاصل کیا تو ایک سب سے بڑی وجہ فخر کی یہ بھی عرض کی کہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ بھی تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے سابق طالبعلم ہیں۔ اور ساتھ ہی اس انجمن طلباء سابق کا بھی ذکر کیا جسپر حضور نے خاص طور پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا اگرچہ اس میں شک نہیں کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے لئے یہ ایک ایسے فخر کی بات ہے جو روئے زمین پر کسی اور ہائی دسکول کو حاصل نہیں ہے۔ کہ اس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منشاء مبارک کے مطابق اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے ساتھ رکھی گئی ہے۔ اور اس کے تعلیم یافتوں میں حضرت فضل عمر میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بھی شمار ہوتے ہیں۔ مگر اولڈ بوائز کے لئے یہ امر خاص طور پر موجب برکت ہے کہ وہ ایک اولڈ بوائے کے عہد خلافت میں اپنی انجمن قائم کریں اور اولوالعزم خلیفہ وقت کی شمولیت اور ان کی خاص دعاؤں سے فیضیاب ہوں۔

اصل زندگی کا کام طالبعلمانہ زندگی کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اس لئے کسی تعلیم گاہ کے اغراض تکمیل کو نہیں پہنچتے۔ اگر اس کے تعلیم یافتوں کے طریق عمل کی رہنمائی کا بھی سامان نہ کیا جائے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے طلباء سابق کے لئے اس وقت ان کا خلیفہ وقت اس رہنمائی کے لئے خود ان میں سے ایک ہو کر موجود ہے۔

غرض بہرصورت اس انجمن کا باقاعدہ انعقاد اور اس کے قواعد و ضوابط کی تکمیل کیلئے یہی وقت نہایت مناسب بلکہ ضروری ہے۔ اس کے متعلق اب تک جو کچھ کارروائی ہوئی ہے۔ اس کا اختصار کے ساتھ اوپر ذکر آگیا ہے۔ اور اب ضرورت اسکی ہے کہ تمام سابق طلباء تعلیم الاسلام ہائی اسکول جنہوں نے ایک دن بھی اس اسکول میں حاضری دی ہو اس تحریک کے پڑھتے ہی اپنے مکمل پتے صاف تحریر میں پتہ ذیل پر ارسال کر دیں۔ اور جن طلباء سابق کا ان کو علم ہے ان کے پتے بھی بھیجدیں۔ اور ان طلباء کو بھی خبر کر دیں کہ وہ خود بھی اپنی تحریر بھیجیں اور اس خیال میں نہ رہیں کہ انکا علم تو قادیان میں کسی نہ کسی کو ضرور ہی ہوگا کیونکہ اس طرح بہت نام رہجائینگے۔ غرض سب کے لئے مناسب ہے خواہ وہ نزدیک ہوں خواہ دور ہوں مشہور ہوں یا نہوں خود اپنی تحریر کے ذریعہ اپنے نام و پتہ سے مطلع فرمائیں تاکہ جلد سے جلد کارروائی شروع ہو سکے (نیازمند

رپورٹ ترقی اسلام بابت ماہ جولائی ۱۹۱۷ء

یہ رپورٹ ہیں ۲۰ اگست کو وصول ہوئی - بوجوہات اب تک نہ چھپ سکی (نائب مدیر)

دیہاتی مدارس

ترقی اسلام کے دیہاتی مدارس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزافزوں ترقی ہو رہی ہے - مدرسہ بنگہ میں پہلے ایک مدرس تھا لیکن طلباء کی تعداد بڑھ جانے سے ایک اور مدرس کی منظوری دیگئی ہے - اور مدرسہ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں طلباء کی تعداد اب ۷۷ ہے - اس لئے مدرس کی رپورٹ پر وہاں بھی ایک دوسرے مدرس کی منظوری دیگئی ہے - یہ مدرسہ اب تک مشکلات میں ہے - لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُمید ہے کہ تمام مشکلات دور ہو جائینگی - سرکاری امداد کے لئے رپورٹ کی گئی تھی لیکن بعض وجوہ سے امداد کے حاصل کرنے میں کچھ رکاوٹ ہے احباب دعا فرماویں - بھینی ضلع گورداسپور میں ایک نیا سکول کھولا گیا ہے - چونکہ مدرسوں کی تعداد اب بڑھ رہی ہے اور تجربہ سے یہ ثابت ہوا کہ احمدی مدرسہ کے لئے ایک احمدی مدرس ہونا ضروری ہے اس لئے مولوی محمد علی صاحب بدوملہی کو فی الحال عارضی طور پر سکولوں کے معائنہ کے لئے مقرر کیا گیا ہے - تمام مدرسین اور اسکولوں کے ممبروں اور دیگر احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ اس کام میں مولوی صاحب موصوف کی جہانتک ہو سکے مدد کیجائے مولوی صاحب آجکل ہوشیارپور اور جالندھر کے ضلعوں کا دورہ کر رہے ہیں جن اضلاع میں احمدی سکول ابھی تک بالکل نہیں کھلے یا جماعت کی تعداد اور طاقت کے لحاظ سے سکول کافی نہیں وہاں کے احباب کو اس طرف خاص طور سے توجہ کرنی چاہئے ضلع سیالکوٹ میں صرف ایک سکول ہے حالانکہ جماعت کی تعداد کے لحاظ سے وہاں کم از کم بیس سکول ہونے چاہئیں اسی طرح امرتسر کے ضلع میں اور لاہور کے ضلع میں اور فیروزپور کے ضلع میں قطعاً کوئی سکول نہیں - حالانکہ ان تین اضلاع میں جماعت کی تعداد دیہاتوں میں کافی ہے -

احمدیان بنگال کی قابل تقلید تجویز

احمدی

بچوں کی تعلیم کے متعلق ایک دلچسپ امر یہ ہے کہ اصحاب بنگال نے یہ ارادہ کیا ہے کہ عنقریب برہمن بڑیہ میں ایک تعلیمی کانفرنس ہو جسمیں اس بات پر غور کیا دیگی کہ کس طرح سے تمام احمدی بچوں کو ایسی تعلیم دیجا سکے جس سے وہ اپنے مذہب سے بھی واقف ہو جاویں اور معمولی حساب کتاب سے بھی واقفیت ہو جاوے اور جو تجاویز پاس ہوں ان پر فوراً عمل کرنا شروع کر دیا جاوے یہ تجویز واقعی قابل رشک ہے - اُمید ہے کہ پنجاب کے دوست بھی اس نہایت ہی مفید اور پاک خیال کو دل میں لیکر ہر طرح سے احمدی بچوں کو تعلیم دینے کے لئے ترقی اسلام کا ہاتھ بٹانے کی کوشش کریں گے اور اس نیک کام میں حصہ لیکر عند اللہ ماجور ہونگے -

نارمل سکول

کے متعلق درخواستیں آ رہی ہیں لیکن ابھی تک تعداد کافی نہیں ہوئی کم از کم ۲۰ طالبعلم ہونے چاہئیں - جیسا کہ ہمارے دیہاتی یا تعلیم الاسلام ہائی سکول میں کسی مذہب کی قید نہیں اسی طرح اس سکول میں بھی مذہب کی کوئی قید نہیں - اس لئے ہر مذہب کے طالبعلم اس میں آ سکتے ہیں - لیکن طالبعلموں کے لئے قرآن شریف پر جو لیکچر ہوا کریں گے ان میں شامل ہونا ضروری ہوگا - خواہ وہ کسی مذہب کے ہوں - سکول میں داخلہ کے لئے ایک امتحان لیا جاویگا جس میں پانچویں جماعت تک کا حساب جغرافیہ اور اردو زبان کے متعلق خاص طور سے سوال ہونگے - اور دیگر مضامین میں بھی خاص طیاری کرنی ضروری ہے -

لنڈن مشن

حضرت مفتی صاحب اور قاضی عبداللہ صاحب جیسا کہ احباب کو ان کی رپورٹوں سے معلوم ہوا ہوگا بڑی کامیابی سے انگلستان میں تبلیغ کر رہے ہیں ایک مکان چار سال کے لئے لنڈن کے ایک مرکزی بازار میں لے لیا گیا ہے جس سے اُمید ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے مبلغ اطمینان سے بیٹھ کر کام کر سکتے ہونگے - احباب نے مسٹر ولسن اور لنڈن میں ایک خاندان کے احمدی ہونے کی خبر پڑھی ہوگی - مسٹر ولسن کے مسلمان ہونے کی خبر کو پڑھ کر مجھے بہت ہی خوشی ہوئی - مسٹر ولسن نہایت ہی ذہین معاملہ فہم اور اس دنیائے دنی سے دل برداشتہ انسان ہے - ان سے میری پہلے ۱۹۱۵ء کی جولائی میں ملاقات ہوئی - میرے پاس دو دن کے لئے بطور مہمان ٹھیرے - ان کے حالات کو دیکھ کر ان سے گفتگو کر کے میرے دل پر بہت اثر ہوا - اثناء گفتگو میں جب بے تکلفی تک نوبت پہنچی تو میں نے ان سے اسلام سے دلچسپی کی وجہ دریافت کی تو آپ نے اسلام کی خوبی میں بعض ایسی باتیں بیان کیں جن سے بعض اس رنگ میں میرے خیال میں بھی پہلے نہیں آئی تھیں - آپ کا خلوص اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے مسلمان ہوتے ہی اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا ہے کہ اپنے تینوں لڑکوں کو قادیان دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے روانہ کریں اور پھر ان کو اسلام کے مشنری بنا دیں - اور دوسرے یہ کہ انھوں نے مفتی صاحب سے کہا ہے کہ ولایت کے اخراجات یہیں کے دوستوں پر ہونے چاہئیں - ہندوستان پر اس کا خرچ ڈالنا ظلم ہے -

سیرالیون اور لیگوس کے احباب کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں احمدی جماعت روزافزوں ترقی پر ہے -

خواجہ صاحب

جو انگلستان میں احمدیت کے خلاف ناخنوں تک زور لگا رہے ہیں - لیگوس میں بھی فتنہ اندازی پر آمادہ معلوم ہوتے ہیں - دسمبر ۱۹۱۶ء کے جلسہ پر احمدیہ بلڈنگ میں خواجہ صاحب کا مضمون پڑھا گیا تھا اس میں حضرت فضل عمر اور مجھے گالیاں دینے اور جھوٹے الزام لگانے کے علاوہ بار بار اس بات پر زور دیا تھا کہ ہمارا مشن انگلستان میں ناکام رہیگا - اور یہ ناکامی ہمارے لئے ذلت اور رسوائی کا موجب ہوگی - لیکن اللہ تعالیٰ کی شان عجیب ہے جب وہ مضمون پڑھا گیا ہے مغرب میں ہماری ترقی روزافزوں ہر وہ ذلت جو دشمن ہمارے لئے چاہتا تھا اُلٹ کر اس پر پڑی - اس وقت سے ہمارا مشن تو ترقی پر ہے اور ووکنگ مشن کی جماعت جہانتک ظاہری حالات گواہی دیتے ہیں تنزل پر -

اس وقت مجھے خیال آیا تھا کہ اس تقریر کا جواب دیا جاوے پھر میں نے اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ عملی رنگ میں اس کا جواب دیگا خاموشی اختیار کی - فالحمد للّٰہ

میں نے بھی اللہ تعالیٰ پر نیک ظن کیا تھا وہ پورا ہوا بجائے اس کے کہ ہمیں ذلت ہو ہماری ذلت چاہنے والوں کو ہی ناکامی اور اُن کے دوستوں کو بدنامی سے ذلت ہوئی - اسی تقریر میں مجھ پر ایک گندا اور جھوٹا الزام تھا - چونکہ اس کا ذکر آ گیا ہے اس لئے اس کا میں اسی جگہ جواب دے دیتا ہوں -

وجہ کہ میں نے خواجہ سے کچھ روپے کی خواہش کی تھی۔ چونکہ خواجہ روپیہ مجھے نہیں دے سکتا تھا اس لئے میں قادیانی لوگوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔

اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مومن ہوں۔ دوسرا یہ ہے کہ مجھے جب سے ہوش آئی ہے میں احمدی ہوں۔ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ۱۸۹۶ء کے بعد کے واقعات یاد ہیں۔ تیسرا یہ ہے کہ میں مدرسہ تعلیم الاسلام میں چھٹی جماعت میں آ کر داخل ہوا تھا۔ اور پانچ سال مجھے قادیان کی رہائش نصیب ہوئی۔ اس کے بعد کالج کے زمانہ کا بھی اکثر وقت قادیان میں آ کر بسر کیا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ میرا ایک شریف قوم اور شریف خاندان سے تعلق ہے اور میرے والد صاحب کی زمین سات سو گھماں ہے جس میں ایک ایکڑ بھی بنجر نہیں۔ یا نہر کا پانی ہے یا کنوئیں ہیں۔ ان تمام باتوں سے قیاس ہو سکتا ہے کہ ایک ایسا شخص ایک سو روپیہ ماہوار ہی کے لئے اپنی ایمان فروشی نہیں کر سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میری عزت بچانے کے لئے ایک اور سامان کیا کہ جب خواجہ صاحب نے یہ قلیں اور حقیر رقم حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کے بعد پیش کی اس وقت عبد الحی عرب صاحب بھی موجود تھے۔ میرا جواب یہی تھا کہ میں ایک سو روپیہ ماہوار کے لئے انگلستان نہیں آیا ہوں اصل غرض خدمت اسلام ہی ہے آپ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مناسب مواقع پر ذکر کرنے کی اجازت دیں تو میں بغیر کسی روپے کے آپ کے ساتھ رہونگا لیکن خواجہ صاحب کو یہ بات کسی طرح بھی منظور نہ ہوئی اسی وجہ سے مجھے ووکنگ چھوڑنا پڑا۔ یہ واقعہ میں الفضل میں پہلے بھی شائع کر چکا ہوں۔ چونکہ یہ گندہ الزام خواجہ صاحب مجھ پر مدت سے اپنی تقریروں اور تحریروں میں لگا رہے ہیں لیکن جب میں نے یہ اعلان شائع کیا تھا تو خواجہ صاحب خاموش رہے تھے۔ اب دیکھئے کچھ بولتے ہیں یا نہیں۔

قصۂ شام | ایک ہمارے مشنری سید ولی اللہ شاہ صاحب شام میں ہیں۔ ان کی مدت سے کوئی خبر نہیں آئی۔ شام آج کل دار الحرب و الفتنہ ہو رہا ہے اس لئے احباب ان کے بخیر و عافیت واپس آنے کی دعا فرماویں۔

ماریشس | احباب ماریشس نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھا ہے کہ قادیان سے جو وفد ماریشس کو آ رہا ہے اس کا کرایہ جماعت ماریشس دیگی۔ اللہ تعالیٰ احباب کی ہمت اور جان و مال میں برکت دے۔

لیکن اس کے علاوہ اور خرچ کی ضرورت ہے۔ ابھی تک تین چار سو روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ اور کلکتہ تک ریل کا کرایہ اور دیگر اخراجات ابھی درپیش ہیں۔ ہمیں اس فنڈ میں کل ۱۳۵ روپے وصول ہو چکے ہیں جن احباب نے یہ چندہ ارسال کیا ہے ان کے نام عنقریب اخبار الفضل میں شائع ہونگے۔ دیگر احباب جنہوں نے اس میں حصہ نہ لیا ہو وہ جلد زر امداد ارسال کر کے مشکور فرماویں

ماہی | مولوی ابراہیم کی طرف سے خطوط وصول ہوئے ہیں آپ کے بعد حضر[illegible] و رنجوف ہو کر اپنے وطن ماہی اور دیگر مضافات میں تبلیغ کرنے سے لوگوں کو بہت توجہ ہو گئی ہے مولوی صاحب کے آخری خط میں مرقوم تھا کہ عنقریب [illegible] جانے والے ہیں۔

مولوی محمد جی صاحب اور میاں عبد العزیز صاحب ایبٹ آباد کے علاقہ میں بدستور تبلیغ احمدیت میں کوشاں ہیں۔ میاں عبد العزیز صاحب کی تبلیغ سے ایبٹ آباد میں ایک اوورسیر صاحب نے بیعت کی ہے۔

آسٹریلیا | حسن موسیٰ خاں صاحب آسٹریلیا میں تبلیغ کر رہے ہیں۔

علاقہ پٹیالہ | مولوی عبد الصمد صاحب ریاست پٹیالہ میں بڑی ہمت سے کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ انہوں نے بڑی کوشش سے محمود پور میں باقاعدہ جماعت قائم کی ہے۔ سامانہ میں ایک بڑا بھاری جلسہ ہوا۔ جس میں ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیابی ہوئی۔

الحمد للہ آجکل مولوی صاحب موصوف بڑی سرگرمی سے غیر مبائعین کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنا مظفر و منصور کرے گا انشاء اللہ۔

بنگال مونگیر | مولوی عبد الواحد صاحب بنگال اور حکیم خلیل احمد صاحب جو کہ آجکل رخصت پر مونگیر میں بڑے مفید ثابت ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے دشمنوں پر کامیاب ثابت کرے۔ آمین۔

راولپنڈی | حافظ جمال احمد صاحب مبلغ راولپنڈی کے ضلع میں کام کر رہے ہیں۔

جلسے | زیرہ۔ لاہور۔ ظفروال میں ہمارے جلسے ہوئے بڑی کامیابی ہوئی۔

مولوی ارجمند خان صاحب اور عبد الاحد صاحب سرحد کی طرف تبلیغ کرنے کے لئے تشریف لے گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی کامیاب کر کے واپس لاوے۔

کتب ترقی اسلام | " زندہ خدا کے زبردست نشان "، انگریزی میں دس ہزار اور شائع کی گئی ہے۔ جس پر مع محصول ڈاک آٹھ سو روپیہ خرچ ہوا ہے۔ یہ ممالک خارجہ میں روانہ کی جاویگی۔ علاوہ اس کے مفتی صاحب نے اسی طرح کا رسالہ ولایت میں شائع کیا ہے۔

(چوہدری فتح محمد سیال۔ جوائنٹ سکرٹری ترقی اسلام قادیان)

فاروق اخبار کے خریداروں کو اطلاع

۷ ستمبر کا فاروق تیار تھا۔ صرف باہر بھیجنا باقی تھا جو میر قاسم علی صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد بذریعہ تار پہنچا کہ مباحثہ کے لئے روانہ ہو جائیں لاہور جا کر معلوم ہوا کہ کنجاہ جانا ہے وہاں ۱۶ اور ۱۷ ستمبر کو چار چار گھنٹے ۸ بجے سے ۱۲ بجے دوپہر تک مباحثہ ہوتا رہا پہلے دن قدامت روح پر دھرم ویر سے میر صاحب کا مباحثہ ہوا۔ آریہ کوئی ثبوت قدامت روح و مادہ کا نہ دے سکا اور میر صاحب نے وید وں سے ثابت کر دیا کہ روح اور مادہ حادث ہے۔ دوسرے دن قرآن کے الہامی ہونے پر مباحثہ تھا جسے فاضل راجیکی نے مدلل طور پر ثابت کیا۔ آریہ کے تمام اعتراضات کے مدلل و مسکت خصم جواب دیئے اور ہر ایک دعوے کو قرآن سے بیان کیا۔ اور دلیل بھی قرآن سے دی اور جواب اعتراضات بھی قرآن مجید سے۔ اس کے بعد ۲۰ ستمبر کو میر صاحب لاہور پہنچے وہاں حضرت خلیفۃ المسیح کا حکم پہنچا کہ شملہ آؤ چنانچہ وہ شملہ روانہ ہو گئے لہذا ان کے آنے تک اخبار فاروق روانہ نہ ہو سکیگا۔ اور ستمبر کے تمام پرچے اکٹھے پہنچیں گے۔ خریداران فاروق میر صاحب کی دینی مصروفیت پر نظر رکھتے ہوئے اعتراض نہ کریں بلکہ خوش ہوں کہ وہ بھی شریک ثواب ہیں۔ صرف اتنی تکلیف ہے کہ فاروق بجائے ہفتہ کے مہینے میں یکبار سب پہنچے

آج کے اخبار کا ضمیمہ

ضرور پڑھیں اور ثواب میں شامل ہوں۔

یہ وہی ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ہے جس کے متعلق ہم کسی گذشتہ اشاعت میں جماعت کو آگاہ کر چکے ہیں۔ اس ارشاد میں ہمارے امام اولوالعزم امام موعود امام نے ہمیں مخاطب کیا اور دین کی خدمت کے لئے بلایا ہے کیونکہ یہ آخری ایام ہیں اور الٰہی وعدے پورے ہونے کے دن قریب ہیں۔ کہ ہمیں دین کی خدمت کے لئے بار بار طلب کیا جاتا ہے۔ کیونکہ الٰہی وعدوں کا پورا ہونا ہمارے لئے خوشی کا موجب جب ہی ہو سکتا ہے کہ ہم نے اپنے عہد پورے کر لئے ہوں۔ وہ وقت انشاء اللہ دور نہیں کہ جب ہمارے کانوں میں قبولیت صداقت کی صدائیں آئیں گی۔ ممالک غیر کے وہ لوگ جن کو خدا اپنے قائم کردہ سلسلہ میں لا رہا ہے ان میں جوش ہے۔ وہ اپنے دلوں میں ولولہ رکھتے ہیں کہ وہ اس صداقت کو جو ان کو سرزمین پنجاب میں مبعوث ہونے والے عظیم الشان نبی کے خدام کی معرفت ملی ہے دوسروں کو پہنچائیں۔ وہ لوگ ہمارے بوجھوں کو بٹانے اور ہماری حالت سے واقف اور ہماری ہمتوں پر آفرین کہتے ہوئے ہماری امداد کے لئے بڑھ رہے ہیں۔

جہاں جہاں ہمارے مبلغ گئے ہیں لوگوں کی توجہ بڑے زور سے ہماری طرف کھنچ رہی ہے۔ لندن میں جہاں حسب تجویز خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اب کھلے بندوں احمدیت کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ بہت رقم خرچ ہو چکی ہے اور زیادہ کی ضرورت ہے۔ ایسے انسان بھی خدا کے فضل سے پیدا ہو رہے ہیں جنہیں اس امر کا بڑا خیال ہے کہ وہ تبلیغی خرچ خود برداشت کریں۔ سیلون و ملابار اور مشرقی و مغربی افریقہ اور خود ہندوستان کے مختلف حصوں میں بھی یہی حال ہے کہ خدا چاہے تھوڑی سی مدت کے بعد وہاں عظیم الشان جماعتیں پیدا ہو جائیں اور پھر ان کو ہماری مدد کی ضرورت نہ رہے۔ جیسا کہ ماریشس میں خدا کے فضل سے ہو چکا ہے۔ چنانچہ ترقی اسلام کی رپورٹ بابت ماہ جولائی سے جو آپ اسی پرچہ میں ملاحظہ فرمائیں گے آپ کو معلوم ہوگا کہ سرزمین ماریشس میں قائم ہونے والی جماعت ایک باقاعدہ جماعت بن گئی اور اپنی گرد و نواح کی تبلیغ کے اخراجات خود برداشت کرنا چاہتی ہے۔ غرض خدا کے فضل سے ہر طرف امید افزا آثار نظر آ رہے ہیں۔ اور اس لئے اور بھی ضروری ہے کہ ہم پچھلی محنت و کوشش کے تکان و کمزوری کو غالب نہ آنے دیں۔ بلکہ تازہ جوش و ہمت دکھلائیں کہ یہ آثار امید سے بڑھ کر پھل لائیں۔ ورنہ اگر اس وقت ہم نے اُدھر توجہ نہ کی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا خاص نمونہ نہ دکھلایا تو سمجھو کہ ہم میدان سے ہٹ گئے حالانکہ جب فتح قریب ہو تو قدموں کا ڈگمگانا اور رُک کر پیچھے ہٹنا پہلی تمام کوششوں کو بھی مٹی میں ملانا نہیں۔ بلکہ بجائے کامیابی کے شکست و نامرادی کی ذلت اٹھانا ہوتا ہے۔ گو کام یہ سب خدا کے فضل سے ہو کر رہینگے۔ اس وقت جماعت کو ترقی مدارج کے موقعے بطور انعام مل رہے ہیں۔ مگر ہاں خفیف امتحان کیساتھ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ جس درد و تڑپ سے دعاؤں میں لگے ہیں۔ اور جس محنت و جانفشانی کر جماعت کی ترقی کے انتظام میں مصروف ہیں اس سے یقین ہوتا ہے کہ حضور ممدوح انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کے تمام امور تکمیل تک پہنچا کر ہی رہیں گے۔ انہیں دعاؤں کے سلسلہ میں حضور کو الہام ہوا کہ؎

چل رہی ہے نسیم .... ؎ جو دعا کیجئے قبول ہے آج

آپ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ میری تمام دعائیں سن لے

تازہ چٹھی میں حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو احباب بالکل ہی معذور ہوں وہ بھی ثواب کی خاطر کچھ نہ کچھ دیکر اس تحریک میں شریک ضرور ہو جائیں۔

اس میں شک نہیں کہ ہم کو کم دینے کی اجازت صرف معذوری کی حالت میں ہے ورنہ اس تحریک حضور نے ایک ماہ کی آمدنی چندہ خاص میں دینے کے لئے فرمائی ہے۔

امید ہے کہ تمام باہمت مخلصین اس تحریک کی اشاعت میں پوری کوشش فرمائیں گے۔ یہاں تک کہ ایک احمدی بھی شمولیت سے محروم نہیں رہیگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈاک

تا اطلاع ثانی سیمرن ہوس ڈلہوزی [illegible] جایا کرے۔ بعض احباب خط لکھ دیتے ہیں۔ مگر اپنا نام تک نہیں لکھتے اور پھر جواب نہ پہنچنے کی شکایت کرتے ہیں بعض احباب یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہمیں تو حضرت صاحب خوب جانتے ہیں۔ ہمارا ایڈریس بھی صرف خود انکو بلکہ انکو بھی یاد ہوگا جن کے متعلق ڈاک کی تعمیل ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ ہر ایک صاحب کو ہر ایک خط میں اپنا پورا پتہ خوشخط اور صاف نستعلیق لکھنا چاہیئے۔ اگر مختلف کام ہوں مثلاً **دعا۔ روپیہ کا حساب** ۔ ترقی اسلام کے متعلق صدر انجمن کے متعلق تو ایسے تمام کام الگ الگ کاغذ پر ہی لکھے ہوتے چاہئیں۔ تاکہ تعمیل جلد ہو سکے۔

ایک احمدی معلمہ کی ضرورت

ایک گورنمنٹ افسر کے ہاں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک قابل احمدی معلمہ کی ضرورت ہے۔ تعلیم دینیات کے لئے۔ تنخواہ و کھانا حسب لیاقت دیا جائیگا۔ [illegible] معرفت حضرت خلیفۃ المسیح قادیان درخواست کیجائے۔ ضلع ملتان میں جانا ہوگا جن کے ہاں جانا ہے غیر احمدی ہیں مگر وہ اپنی لڑکیوں کی تربیت کے لئے ایک احمدی متقیہ خاتون چاہتے ہیں۔

احمدی رسالدار میجر یا صوبہ دار میجر

احمدی جماعت میں سے جو صاحب رسالدار میجر ہوں یا صوبہ دار میجر۔ وہ مہربانی فرما کر اپنے نام اور پتے سے مجھے ضرور اطلاع دیں۔ میرے ایک دوست ان کے سوانح چھاپنا چاہتے ہیں۔ ایسے صاحب خواہ ملازمت پر ہوں یا پنشنر جتنے بھی ہوں مجھے اطلاع دیں۔ (راکمل قادیان۔)

درخواست دعا چھاؤنی نوشہرہ سے برادر محمد عبد اللہ سیکرٹری انجمن احمدیہ میانوالی نوشہرہ لکھتے ہیں کہ ان کا لڑکا بیمار ہے۔ اور جناب سید محمد علی شاہ صاحب قادیان بھی کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحتیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

نماز جنازہ جناب حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپور سے لکھتے ہیں کہ مکرم جناب خانصاحب عبد العزیز خان صاحب کا نوجوان لڑکا جو مخلص احمدی نوجوان تھا فوت ہو گیا۔ اسی طرح برادر سراج الدین صاحب [illegible] سے لکھتے ہیں کہ برادر بابو الٰہی بخش صاحب [illegible] جو نہایت نیک اور مخلص نوجوان تھے لاہور میں فوت ہو گئے ہیں۔ احباب ان بھائیوں کا

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر۔ (۲۴۰) ضیاء الاسلام مشین پریس قادیان میں چھپ کر الفضل کے لئے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ترقی اسلام کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد شملہ سے

تمام جماعت احمدیہ کے نام

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

مَیں آج آپ لوگوں کو ایک نہایت ضروری اور اہم امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو اس کے لحاظ سے اور بھی اہم ہے کہ اس کی طرف اس سے بہت پہلے آپ لوگوں کو توجہ دلائی جانی چاہیئے تھی۔ مگر مَیں بوجہ بیماری معذور تھا۔ اور ایک دو سطر کے لکھنے سے بھی مجھے سخت تکلیف ہو جاتی تھی۔ پس بوجہ اس کے کہ کام کرنے کا وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے بہت زیادہ ہمت اور کوشش کی ضرورت ہے ؏

آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کا کام کس قدر اہم ہے۔ اور یہ بھی کہ اس کام کے ذیکا اہل اگر کوئی ہے تو وہ صرف آپ لوگ ہیں کیونکہ آپ لوگوں نے خدا تعالیٰ کے ایک مرسل کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر ایک نئی زندگی حاصل کی ہو۔ اور ایک نئی روح آپ میں پھونکی گئی ہے۔ ورنہ باقی لوگ جو اسوقت دعوائے اسلام کرتے ہیں۔ روحانی طور پر

منیجر اخبار الفضل قادیان

مُردہ ہیں۔ اور ایک مُردہ دوسرے مُردہ کو کیا نفع دے سکتا ہے؟ خدا تعالیٰ کی قدرت نے مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے آپ لوگوں میں نہ صرف زندگی کی روح ہی پھونکی ہے بلکہ زندہ کرنیکی طاقت بھی عطا فرمائی ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح اسرائیلی مُردہ زندہ کیا کرتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ نے ہمیں ایسا مسیحؑ عطا فرمایا ہے جو نہ صرف خود مُردہ زندہ کرتا تھا۔ بلکہ اس کا مسیحی نفس جس میں پھونکا گیا وہ بھی مُردہ زندہ کرنیکی طاقت سے بھر گیا۔ چنانچہ تجربہ اس بات کا شاہد ہے۔ کہ دشمنان اسلام کو اگر کوئی جماعت شکست دینے کے قابل ہوئی ہے اور انکے باطل دلائل کو توڑنے پر قادر ہوئی ہے تو وہ یہی جماعت ہے۔ اگر اوہام پرستی اور باطل کی محبت کو دل سے نکالنے میں کوئی گروہ کامیاب ہوا ہے تو وہ یہی جماعت ہے۔ پس تبلیغ اسلام کے مقدس فرض کی بجاآوری کا کام اسی ایک جماعت کے متعلق ہو سکتا ہے۔ اور اسی کے متعلق ہے کیونکہ جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله۔ مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض ہی یہی ہے کہ اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کر دیوے اور جو مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض ہے وہی اس کی جماعت کے قیام کی غرض ہے کیونکہ مقتدی اپنے امام سے جُدا نہیں ہو سکتا۔ پس جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں صاف الفاظ میں فرماتا ہے اس جماعت کا سب سے اہم فرض یہی ہے کہ وہ دیگر ادیان پر اسلام کو دلائل و براہین کے ذریعہ سے غالب کرے۔ کیونکہ تلوار کا غلبہ کوئی چیز نہیں۔ تلوار سے ایک انسان کے ظاہر کو تو بدلا جا سکتا ہے دل نہیں بدلا جا سکتا۔ دل پر قبضہ صرف دلائل کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ اور جبتک دل نہ بدلے۔ اسوقت تک منہ کا اقرار کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ پس نہ تو عقل اس بات کو قبول کرتی ہے۔ اور نہ قرآن کریم اس بات کو جائز قرار دیتا ہے کہ جیسا کہ بعض نادان خیال کرتے ہیں۔ لوگوں کو زبردستی اسلام پر قائم کیا جاوے۔ اسلام پہلے بھی اپنے بے نظیر حُسن کے ذریعہ سے لوگوں کے دلوں کا فاتح ہوا تھا اور اب بھی اسی طرح لوگوں کے قلوب کو فتح کریگا۔ اس لیئے ہمارا فرض ہے کہ جہانتک ہو سکے اسلام کو اسکی اصلی خوبصورتی کے ساتھ دنیا پر ظاہر کریں۔ اور ہمارا ایسا کرنا کسی پر احسان نہیں۔ بلکہ اپنے فرض کی ادائیگی ہے

اور دنیا میں کوئی خوشی ادائگی فرض کی خوشی سے زیادہ نہیں ہوسکتی۔ پرانے زمانہ میں اس فرض کی ادائگی کے لیئے جانوں کی قربانی کرنی پڑتی تھی۔ کیونکہ لوگ تلوار کے ذریعہ مذہب کی اشاعت میں روکیں ڈالتے تھے۔ مگر آجکل ہر مذہب کے لیئے آزادی ہے اس لیئے پہلے لوگوں کی نسبت ہمارے لیئے ایک آسانی ہے۔ کہ صرف مالی قربانی سے ہم اس فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ آسانی ہماری ذمہ واری کو بڑھا دیتی ہے۔ جو شخص باوجود آسانی اور سہولت کے اپنے فرض کی ادائگی میں کوتاہی کرتا ہے وہ اس شخص کی نسبت زیادہ مستحق سرزنش ہے جس کا کام زیادہ اور بوجھ بھاری تھا۔ پس ہماری جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ خاص طور پر اس ذمہ واری کو پورا کرنیکی کوشش کرے۔ اور خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جماعت کا ایک بڑا حصہ اس ذمہ واری کو سمجھتا۔ اور اس کے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ پچھلے جلسہ نے اس بات کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے۔ کہ ہماری جماعت کے لوگوں میں اللہ تعالیٰ نے وہ اخلاص رکھا ہے۔ اور دین کی ایسی محبت بخشی ہے۔ کہ جس کی نظیر صحابہؓ کے زمانہ کے سوا اور کہیں نہیں ملتی۔ پچھلے سالانہ جلسہ پر میں نے خاص طور پر جماعت کو متوجہ کیا تھا۔ کہ وہ خزانہء جماعت کی حالت کو درست کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ اسوقت سلسلہ کے کاموں کے متعلق روپیہ کی اسقدر کمی ہوگئی تھی۔ کہ تین تین ماہ کے تنخواہوں کے بل بغیر ادائگی کے پڑے تھے۔ اور سائر اخراجات کے بعض بل تو سوا سوا سال کے بھی موجود تھے۔ جن کا روپیہ ادا نہیں کیا گیا تھا اس تقریر کی طرف جماعت نے ایسی توجہ کی۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب صدر انجمن کا بہت سا قرضہ اتر چکا ہے۔ اور تنخواہوں کے پچھلے بل ادا ہونیکے بعد اب ہر ماہ کے بل آسانی سے ادا ہو جاتے ہیں۔ اور جو قرضہ باقی ہے۔ وہ بھی برابر ادا ہو رہا ہے۔ اور چونکہ مومن کا خاصہ ہے۔ کہ وہ ہر دم قدم آگے ڈالتا ہے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ احمدی جماعت اس کوشش میں کمی نہیں آنے دیگی۔ بلکہ آگے ہی آگے قدم بڑھائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ؏

مگر جہاں یہ بات نہایت خوش کن ہے۔ کہ صدر انجمن احمدیہ کا بہت سا قرضہ اس سال اُتر چکا ہے۔ اور بقیہ اُتر رہا ہے۔ وہاں مَیں اس بات پر افسوس کیے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ کہ جماعت نے انجمن ترقی اسلام کی مالی حالت کے درست کرنے کی طرف اسقدر توجہ نہیں کی جس قدر کہ کرنی مناسب تھی۔ مَیں نے احباب سے جلسۂ سالانہ کے موقعہ پر کہا تھا کہ ان **انجمنوں کی مالی حالت کی کمزوری میری صحت اور میرے کام پر بداثر ڈالتی ہے**۔ کیونکہ جس شخص کے کانوں میں ہر وقت یہ آواز آوے۔ کہ اس سلسلہ کے کاموں کے چلانے کے لیئے جس کا امر خدا تعالیٰ نے اس کے سپرد کیا ہے۔ **روپیہ کی سخت تنگی ہے اور ہر ایک کام سخت خطرہ کی حالت میں ہے۔ وہ کب تندرست رہ سکتا** ہے۔ اور کب وہ ان زیادہ ضروری کاموں کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے۔ جو جماعت کی حقیقی ترقی سے متعلق ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خلفاء پر صرف مالی انتظام کا ہی بوجھ نہیں۔ اور امور بھی انکی طبیعت پر بوجھ ڈالنے کا باعث ہوتے ہیں مگر اس وقت جبکہ روپیہ پر بہت سے کاموں کا دارومدار ہے۔ جماعت کی روحانی ترقی کے خیال سے بعد یہ بوجھ بھی ایک بہت بڑا بوجھ ہے۔ پس مَیں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کے احباب کو پھر اس طرف متوجہ کرتا ہوں۔ کہ وہ انجمن ترقی اسلام کی مالی حالت کی درستی کی بھی فکر کریں۔ مَیں ان دنوں بیمار ہوں۔ اور مجھے فکر ہے۔ کہ **مَیں اپنی زندگی میں جماعت کی ہر قسم کی حالت کو درست دیکھ لوں**۔ شملہ آنے سے میری صحت میں ترقی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن پھر بھی طبیعت ابھی بہت کمزور ہے۔ چنانچہ تین چار دن سے پھر تپ کا دورہ ہے اور اسوقت بھی کہ مَیں یہ مضمون لکھ رہا ہوں۔ مَیں تپ محسوس کرتا ہوں پس مجھے جلدی ہے۔ کہ کسی طرح احمدی جماعت کے تمام کام میری زندگی میں تکمیل کے درجہ پر پہنچ جائیں اور اس کی طرف مَیں آپ لوگوں کو خاص طور پر متوجہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ اس نے مجھے ایک ایسی جماعت کا انتظام سپرد

کیاہے جسکی نسبت اگر مَیں یہ کہوں کہ وہ میری آواز پر کان نہیں رکھتی تو یہ ایک سخت
ناشکری ہوگی۔ میری بات کی طرف توجہ کرنا تو ایک چھوٹی سی بات ہے مَیں تو
دیکھتا ہوں۔ کہ بہت ہیں جو میرے ارشارہ پر۔ اپنی جان اور اپنا مال اور اپنی ہر ایک
عزیز چیز کو قربان کرنے کے لیئے تیار ہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔ اور اس اخلاص
بھری جماعت کو مخاطب کرتے وقت میرا دل اس یقین سے پر ہے کہ وہ فوراً اس
نقص کو رفع کرنے کی کوشش کریگی۔ جس کی طرف مَیں نے انکو متوجہ کیاہے۔ مگر اس
عام تحریک کے علاوہ بعض خاص ضروریات بھی ہیں جن کے لیئے فوری توجہ کی
ضرورت ہے۔ تبلیغ ولایت کے اخراجات کے لیئے فوراً ساڑھے نو ہزار روپیہ
کی ضرورت ہے۔ یعنی اڑھائی ہزار روپیہ مکان کے لیئے دو ہزار روپیہ پہلے قرضہ
لیکر دیا گیا ہے۔ اس کی ادائگی کے لیئے ایک ہزار روپیہ ایک تیسرے آدمی کے سفر
خرچ کے لیئے جو وہاں کھانا پکانے اور دوسرے کاموں میں مدد کرنے کے لیئے ضروری
ہے (کیونکہ وہاں سو روپیہ ماہوار خرچ کرنے پر ملازم مل سکتا ہے۔ اور پھر اپنے
آدمی جتنا مفید بھی نہیں ہو سکتا) اور چار ہزار روپیہ چھ ماہ کے خرچ کے لیئے اس
ساڑھے نو ہزار روپیہ کے علاوہ دو ہزار روپیہ وفد ماریشس کے لیئے اور ایک
ہزار روپیہ ان وفود کے اخراجات کے لیئے جو پچھلے دنوں بمبئی کشمیر اور حیدر
بھیجے گئے ہیں درکار ہے۔ یہ کل رقم ساڑھے بارہ ہزار بنتی ہے۔ اور دو ماہ کے
اندر اس کا جمع ہو جانا ضروری ہے۔ پچھلے سال جب مفتی صاحب کو ولایت بھیجنے
کی تجویز ہوئی تھی تو مَیں نے اخراجات ولایت مہیا کرنے کے لیئے یہ تجویز کی تھی
کہ چند مخلص اور ذی استطاعت احباب کو خاص خطوط کے ذریعہ اس بوجھ کو
برداشت کرنے کی ترغیب دلائی تھی چنانچہ ساٹھ ستر دوستوں نے اوسطاً
ایک سو روپیہ فی کس دیا تھا اور اس طرح ساڑھے پانچ ہزار روپیہ کے قریب
جمع ہو گیا تھا۔ مگر اب مَیں چاہتا ہوں کہ ذی استطاعت احباب کے علاوہ
جماعت کے دوسرے لوگ بھی اس تحریک میں حصہ لیں۔ اور اس کے لیئے میری

یہ تجویز ہے۔ کہ تمام جماعت کے لوگ جن تک یہ میرا اعلان کسی ذریعہ سے پہنچے علاوہ صدر انجمن احمدیہ اور ترقی اسلام کے ماہواری چندوں کے اپنے اخلاص اور خاص حالات کے لحاظ سے اپنی ایک ماہ کی آمدنی یا اسکا نصف یا اس کا تیسرا حصہ یا کم از کم اس کا چوتھا حصہ اس خاص چندہ میں دیں۔ ہاں سہولت کے لیئے یہ کر سکتے ہیں کہ جسقدر چندہ وہ دینا چاہیں۔ اس کو تین اقساط میں تین ماہ کے اندر ادا کر دیں۔ تمام جماعتوں کے سکرٹریوں کو چاہیئے۔ کہ وہ میرے اس اعلان کو اپنی اپنی جماعتوں کو سنا کر اس تحریک کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں۔ اور اگر کسی جگہ باقاعدہ انجمنیں نہیں یا سکرٹری سست ہے۔ تو وہاں ہر ایک مخلص کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے طور پر اس تحریک کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔ اور اللہ تعالیٰ سے جزائے نیک حاصل کرے۔ جہاں انجمن بھی ہے۔ اور سیکرٹری بھی ہے۔ وہاں بھی جماعت کے مخلص احباب کو سیکرٹری کا ہاتھ بٹانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مرکزی طور پر اس تحریک پر عمل کرانے کے لیئے میں نے ماسٹر عبدالمغنی صاحب سیکرٹری فنانشل کمیٹی کو مقرر کیا ہے۔ وہ تمام جماعتوں سے اسکے متعلق خط و کتابت کرینگے۔ تمام احمدی احباب انکے کام کو آسان کرنے اور انکی مدد کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ آجکل خدا تعالیٰ کے فضل کے حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ یہی ہے۔ کہ اُس کے دین کی مدد کی جاوے۔ و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

خاکسار

مرزا محمود احمد۔ شملہ

۱۲۔ ستمبر ۱۹۱۷ء

اس ضروری ارشاد میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے دو امور کی طرف اپنی جماعت کو متوجہ فرمایا ہے ایک تو یہ کہ ترقی اسلام کے چندوں میں عام طور پر باقاعدگی اختیار کی جائے۔ اور دوسرے یہ کہ فی الفور ساڑھے بارہ ہزار روپیہ کی رقم جمع کیجائے اس کیلئے حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے یہ تجویز فرمائی ہے۔ "**کہ تمام جماعت کے لوگ جن تک میرا اعلان کسی ذریعہ سے پہنچے علاوہ صدر انجمن احمدیہ اور ترقی اسلام کی ماہواری چندوں کے اپنے اخلاص اور خاص حالات کے لحاظ سے اپنی ایک ماہ کی آمدنی یا اس کا نصف یا اس کا تیسرا حصہ یا کم سے کم اس کا چوتھا حصہ اس خاص چندہ میں دیں**" اور سہولت کیلئے یہ کرسکتے ہیں کہ تین ماہ کے اندر بذریعہ تین اقساط کے ادا کردیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو عام چندہ میں یہ ایک بہت خفیف زیادتی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ اور ترقی اسلام دونوں کا ماہوار چندہ تین پیسہ فی روپیہ آمد پر دیا جاتا ہے اور اس طرح یہ چندہ کل آمد کا اکیسواں حصہ ہوتا ہے (صدقات زکوٰۃ اور وصیت کا روپیہ اسکے علاوہ ہے)۔ مگر حضرت صاحب صرف ایک ماہ کی آمدنی یعنی اس خاص موقع پر تمام سال کے لحاظ سے صرف بارہواں حصہ آمد تجویز فرماتے ہیں۔ بلکہ حالات کے لحاظ سے اسکو بھی نصف تہائی یا کم از کم چوتھائی تک کیا جاسکتا ہے جو بلحاظ تمام سال کی آمد کے چوبیسواں چھتیسواں یا کم سے کم اڑتالیسواں حصہ ہو جاتا ہے اور اگر اسکو بھی تین اقساط پر ادا کیا جائے تو کم از کم ایک سو چوالیسواں حصہ تمام سال کی آمد کا ماہوار صرف تین ماہ تک زائد دینے کیلئے فرمایا ہے۔ گویا اور آگے ایک ماہ کی آمدنی سے کم دینے کی سہولت حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے محض ضرورت حالات پر منحصر رکھی ہے۔ بہر حال یہ ایک نہایت خفیف زیادتی ہے۔ بشرطیکہ احباب اس تحریک کو سب تک پہنچادیں۔ اور ہر ایک فرد کو اس تحریک میں شرکت کا موقع ملجائے علاوہ اصل میں یہ بھی ایک بڑا کام ہے جسکی طرف حضرت صاحب نے بھی اپنے ارشاد میں تمام جماعت کو توجہ دلائی ہے اور ہر ایک مخلص احمدی کا فرض قرار دیا ہے کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں اس تحریک کو عملی جامہ پہنانے کی ضرور کوشش کرے۔

ہر جگہ احباب واقعی ماہوار آمد کا خیال کرکے رقوم وصول کریں اور دیکھ لیں مگر ایک حد تک صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ چندہ بھی معیار ہو سکتا ہے جو اصل آمدنی کا بتیسواں حصہ ہوتا ہے

اگر بحساب شرح مقررہ دیا جائے۔ اور ایک ماہ کی آمدنی جو سال کی آمدنی کا بارہواں حصہ ہوتی ہے اس چندہ
کی ڈھائی گنی رقم سے کچھ زیادہ ہوئی۔ پس اس تحریک شملہ کی رقم تمام سال کے چندہ صدر انجمن احمدیہ کی
رقم کی اڑھائی گنی یا بلحاظ ضرورت حالات اس سے کچھ کم بنتی ہے۔ تمام جماعتیں حتی الوسع بہت
جلد اس تحریک کو سب دوستوں تک پہنچاویں۔ اور دیر سے دیر عید کے موقع پر جبکہ خدا کے فضل
سے ہر جگہ بڑے سے بڑا اجتماع ہونگے یہ تحریک پوری طور سے سب کو پہنچا دی جاوے
اور ہر جگہ چند باہمت اصحاب تمام رقوم کو بالتفصیل تحریر میں لے آئیں اور کم از کم پہلی
قسط جمع کر کے "تحریک شملہ" کے عنوان سے مع اور رقوم کے آخر ستمبر تک دفتر محاسب
صاحب صدر انجمن احمدیہ میں ارسال فرماویں زراعت پیشہ احباب بھی امید ہے کہ عید کے موقعہ
پر ایک قسط ادا کر دینگے اور دوسری قسط بھی چونکہ فصل کاٹنے کے دن بھی قریب ہیں بہت جلد
وصول ہو سکے گی۔ مگر اس دوسری قسط میں کاشتکاران احباب تمام و کمال رقم ادا فرماویں ؛

جملہ رقوم اس تحریک کی رقوم "تحریک شملہ" کے نام سے بھیجی جاویں۔ ہر جگہ سے "تحریک شملہ" کے متعلق
کل رقم موعودہ اور رقم قسط مقررہ کی مفصل رپورٹ دفتر فنانشل کمیٹی میں جلد بھیجدی جائے اور جو
رقم بھی اس تحریک کی بھیجی جائے اسکی اطلاع دفتر مذکور بھی کر دی جائے۔ اور کوپن میں تحریک شملہ
کے عنوان سے رقم ضرور دکھلا دی جائے۔ پہلی قسط آخر ستمبر یا اول ہفتہ اکتوبر تک وصول
ہو جائے۔ دوسری قسط آخر اکتوبر یا اول ہفتہ نومبر تک۔ اور تیسری یعنی آخری قسط آخر نومبر یا
اول ہفتہ دسمبر تک ادا کر دیجائے ؛

آخر میں حضرت صاحب کی تحریک اول کو پھر یاد دلایا جاتا ہے۔ کہ ترقی اسلام کے چندوں
میں خاص طور پر باقاعدگی اختیار کیجائے۔ ترقی اسلام کا چندہ حضرت خلیفۃ المسیح نے فی روپیہ
آمد ایک پیسہ مقرر فرمایا ہے صدر انجمن احمدیہ کے چندہ دو پیسہ فی روپیہ آمد کے ساتھ یہ چندہ
بھی ہر ایک جماعت باقاعدہ طور پر اپنے ہر ایک ممبر سے وصول کیا کرے۔ اور اسکا فیصلہ ہر جماعت
اسی جلسہ میں کیا جائے جو تحریک شملہ کیلئے کیا جاوے۔ چندہ بھیجتے وقت کوپن میں ترقی اسلام کے چندہ کا ذکر کر دینا
نہایت ضروری ہے احباب اس کا بڑا احتیاط رکھا کریں ؛ والسلام

۱۸۔ستمبر [illegible] نیازمند عبد المغنی سکرٹری فنانشل کمیٹی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

(ضیاء الاسلام مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمن قادیانی پرنٹر طبع ہو کر شائع ہوا)